ABSTRACT

The Study of ancient Urdu Letter writing .

This article presents the ancient history letter writing and its origin, traditions also discussed in the light of old languages, Nations and their Holy books which proved that the relationship of pen and writing is very old and Allah introduced it by His Holy prophets Hazrat Idrees AS and he was first one to write letter in Saryani language, in other side the letters of Hazrat Sulaiman AS and Muhammad P.B.U.H found in the Holy Quran are also part of the concerned history. Beside it the tradition of latter writing in the people of Jordan and Rome also present in it.

Where is in India the above said tradition is found in Hindus's book "Shri Mad Bhagut Puran" and in also "Gru Garnath Sb" which belongs to Sikh religion.

Similarly, in this article the background of Urdu letter writing has been discussed through history which contains to 2000 B.C.

رشید احمد

ڈاکٹر سید جاوید اقبال

خط نگاری کی قدیم تاریخ کا تحقیقی مطالعہ

خالق کائنات سے انسان کا رشتہ پہلی بار اس وقت قائم ہوا جب حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق کیا گیا اور اس کے بعد مختلف انبیاء کرام کی بعثت اور ان کی تعلیمات سے انسان کا باشعور ہونا یعنی ابلاغ کی غرض سے رائج ''اشارے، کنایے، خاکے، تصویریں، دائرے اور نقاط کی زبان'' [1] سے اس کا نکلنا حرف اور خط (یعنی تحریر) کی ایجاد اور اُنھیں صوتی اثرات سے مزین کرنا اور پھر ایک پیغام کا دوسرے انسان کے دل و دماغ میں اتر جانا یہ اُس دور کی ایسی ترقی تھی جسے شعور و آگہی کی زبان میں ''ابلاغ'' کا نام دیا گیا۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر سیّد عبداللہ لکھتے ہیں کہ:

> ''... یہ ایجاد (خط نگاری) ضرورت ابلاغ کی رہین منت ہے اور ابلاغ فطرت انسانی کا ایک ناگزیر تقاضا اور ایک حد تک اجتماعی عمل بھی ہے... اگر صوفیانہ اور عارفانہ انداز میں گفتگو کرنے کی اجازت ہو تو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ خود ذات باری تعالیٰ بھی ابلاغ کی (از روئے حکمت بالغہ) مشتاق و آرزو مند ہے اور انسانی دائرے میں تو ابلاغ ہی تمام تمدّن کی اساس اولیٰ ہے جس کے بغیر مدنیّت تو در کنار بشریت تک قائم و برقرار نہیں رہ سکتی۔'' [2]

ڈاکٹر سید عبداللہ نے ''ابلاغ'' کو تمام تہذیبوں کی بنیاد قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ معاشرت تو در کنار خود انسانیت قائم و برقرار نہیں رہ سکتی لہٰذا اس کے لیے ''قلم'' اور ''تحریر'' کا ایجاد ہونا ازبس ضروری ٹھہرا اور اس کام کے لیے خالق کائنات نے اپنے ایک محبوب

بندے (ادریس علیہ السلام) کو منتخب کیا اور اپنی قوّت کاملہ اور آپ علیہ السلام کی قوّت متخلیہ سے وہ کام لیا جس کے نتیجے میں قلم، خط (تحریر) بعدہ رقعہ نگاری (Epistels) وجود میں آئی۔ رقعہ نگاری، موجودہ خط نگاری، مراسلہ نگاری، دبیری، وغیرہ کی ابتدائی صورت تھی جسے ارتقائی منازل طے کرنے میں ایک عرصہ لگا چوں کہ ''۲۰۰۰ قبل مسیح تک ان رقعات میں براہ راست تخاطب کا انداز نہیں ملتا۔''[۳] زمانۂ قدیم میں یہ رقعات سلاطین کے فرامین، حکم نامے، خطوط عامہ اور تاریخی دستاویزات ہوا کرتے تھے جسے خاص لوگ لکھا کرتے تھے لہٰذا اس قسم کے رقعہ جاتی ادب کو خطوط نویسی کی تاریخ میں کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ [۴] آج یہ قدیم مکتوباتی ادب وسعت اختیار کر کے سریانی، عبرانی، آرامی، یونانی، لاطینی، عربی، فارسی، انگریزی، سنسکرت، گورمکھی، ہندی اور اُردو سمیت دنیا کی دیگر زبانوں میں دنیائے ادب میں پھیلا ہوا ہے۔

قدیم خطوط سے متعلق تاریخی حوالے انبیاء کے صحائف، [۵] ''بائبل'' (پرانا عہد نامہ) ''انجیل مقدس'' (نیا عہد نامہ) ''قرآن''[۶]، ''شری مدبھا گوات پران''[۷]، ''گروگرنتھ صاحب'' اور ''ارتھ شاستر''[۸] کے علاوہ دیگر تاریخی کتابوں میں بھی ملتے ہیں جس سے خط نگاری، دبیری مراسلہ نگاری کی قدیم اور تاریخی روایت کا پتا چلتا ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام نے چار ہزار سال قبل مسیح میں تحریر کا فن ایجاد کیا۔[۹] اس طرح چشم انساں کا خط سے رشتہ استوار ہوا۔ قرآن شریف کی سورۂ مریم کی آیت نمبر ۵۷ میں حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر آیا ہے، مولانا شبیر احمد عثمانی تفسیر عثمانی میں لکھتے ہیں کہ:

> ''راجح یہ ہے کہ ادریس علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے درمیانی زمانہ میں گزرے ہیں، کہا جاتا ہے کہ دنیا میں نجوم وحساب کا علم، قلم سے لکھنا، کپڑا سینا، ناپ تول کے آلات اور اسلحہ کا بنانا اوّل ان سے چلا۔ واللہ اعلم'' [۱۰]

حضرت ابن اسحاق کا قول ہے کہ ''حضرت ادریس پہلے شخص ہیں جنھوں نے قلم سے لکھا''[۱۱] تیسرا حوالہ صحیح ابن حبان کی ایک روایت سے ملتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام پہلے شخص تھے جنھوں نے قلم کا استعمال کیا اور ان کو ''ہرامس الہرامۃ'' (ہرمس علمِ نجوم کے ماہر عالم کو کہتے ہیں، اس لیے ''ہرمس الہرامۃ'' کے معنی یہ ہیں کہ ماہرین علمِ نجوم کا استاد اوّل، ہرمس یونان کا ایک مشہور منجم گزرا ہے۔) کا لقب دیا گیا۔[۱۲]

حضرت ادریس علیہ السلام کا وطن دجلۂ فرأت کا شہر بابل تھا اور پہلا خط سریانی زبان میں حضرت ادریس علیہ السلام نے لکھا تھا [۱۳] اور آپ علیہ السلام سریانی زبان میں کتابت کیا کرتے تھے اور تاریخ میں آتا ہے کہ آپ علیہ السلام صاحبِ کتاب تھے [۱۴] مذکورہ بالا شواہد اور اقتباسات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ تحریر اور قلم کی ایجاد میں پہل حضرت ادریس علیہ السلام ہی نے کی لیکن اُن کا کوئی قلمی نسخہ دستیاب نہیں ہے چوں کہ اس قسم کی قدیم تحریروں کو اُس زمانے میں محفوظ رکھنا ممکن نہ تھا۔ اس ابتدائی صورت حال سے متعلق مکاتیبِ اقبال کے مقدّمے میں سیّد مظفر حسین برنی لکھتے ہیں کہ:

> ''خطوط نویسی یا نامہ نگاری کا آغاز اسی زمانے میں ہو گیا ہو گا جب انسان نے رسم الخط ایجاد کیا اور لکھنا سیکھا چنانچہ

تقریباً تین ہزار سال قبل کی تین سو مٹی کی لوحیں ایسی نکلی ہیں جن پر مصر کی فراعنہ کے نام سے خطوط کندہ ہیں، یہ ۱۸۸۷ء میں سمرنا (عراق) کے مقام پر کھدائی کے دوران دریافت ہوئیں'' [۱۵]

خط نگاری سے متعلق ہندو مذہب کی قدیم کتاب ''شری مد بھاگوات پران'' میں بھی دو حوالے ملتے ہیں جس میں ''سندیسا''، ''پتر'' اور ''چِٹھی'' ایسے لفظ آئے ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہندو مذہب کے پیروکار اور راجہ مہاراجہ بھی خط نویسی سے وابستہ تھی۔ اس کتاب سے دو اقتباسات ملاحظہ فرمائیے جس میں لکھا ہے کہ:

''یہ کہہ کر شیام اور بلرام نے بہت طرح کے گہنے اور کپڑے نند اور یشودا اور گوال پال اور شری رادھا آدک درِجبالوؤں کو دینے کے لیے اور اودھو جی کو دیے اور ایک چِٹھی میں بڑوں کو ڈنڈوت اور چھوٹوں کو آسیس اور گوپیوں کو یوگ اور گیان لکھا اور وہ چِٹھی اودھو جی کو دے کر بولے کہ تم آپ پڑھ کر اس کا حال سب کو سنا دینا اور جس طرح بن پڑے اُن کو دھیرج دے کر یہاں جلد چلے آنا۔'' [۱۶]

''اُسی وقت راجہ یدھشٹر کی چِٹھی نیوتے کی اس مضمون کی شیام سندر کے پاس پہونچی کہ مہاپربھو براہمنوں نے مجھ سے راجسو یہ یگیہ کا سنکلپ تو کرا دیا لیکن بنا آئے آپ کے ہاتھ سے جب شیام سندر نے پانڈؤں کا سندیسا نارد مِن سے سن کر اُن کی چِٹھی پڑھی تب یودونسیوں سے جو وہاں بیٹھے تھے پوچھا کہ سنو بھائیو جراسندھ کے قیدی راجوؤں نے اپنے چھڑانے کا سندیسا میرے پاس بھیجا ہے اور نارد مِن جی پانڈوں کے پاس جانے کو کہتے ہیں۔'' [۱۷]

''شری مد بھاگوات پران'' کے مذکورہ بالا دونوں اقتباسات میں شیام سندر یعنی (شری کرشن چندر) کا ذکر موجود ہے۔ جس سے بہ آسانی اس دور کا تعین کیا جا سکتا ہے چوں کہ مفید عالم جنتری کے مطابق شری کرشن کا جنم سمت پانچ ہزار دو سو چون (۵۲۵۴) ہے اور اس میں سے موجودہ سن دو ہزار اٹھارہ (۲۰۱۸ء) کو منہا کر دیا جائے تو تین ہزار دو سو چھتیس (۳۲۳۶) قبل مسیح بنتا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس دور میں خط نگاری کی روایت موجود تھی۔ تاریخ میں ایک اور قدیم خط کا حوالہ آتا ہے، یہ خط عبرانی زبان میں حضرت سلیمان علیہ السلام (ولادت یروشلم، ۹۹۲ ق م۔ وصال ۹۲۴ ق م) نے سید سلمان ندوی کے مطابق ملکۂ سبا بلقیس کو دسویں صدی ق م میں فلسطین سے بہ جانب حبشہ ارسال کیا تھا، [۱۸] سب سے پہلے اِس خط کا ذکر قدیم تاریخی کتابوں (۱) نبیم [۱۹] کے سفر ایام اور (۲) سفرِ ملوک میں ملتا ہے چوں کہ ترگوم [۲۰] (دوئم براسترا) میں جو، توراۃ اور نبیم کا آرامی ترجمہ بلکہ آرامی زبان میں اس کی تفسیر ہے، میں یہ قصّہ زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے [۲۱] گو سلیمانؑ سے متعلق بعض نہایت لغو باتیں بھی شامل کر دیں ہیں [۲۲] اِس کے علاوہ تیسری مرتبہ اسفار یہود میں بھی بعینہ یہی قصہ ملتا ہے مگر تفصیل و اجمال کا فرق واضح دکھائی دیتا ہے۔ ترگوم کی روایت سے ترجمے کا اقتباس ملاحظہ فرمایے جس میں لکھا ہے کہ:

''... ایک دن سلیمان علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ ہُد ہُد غائب ہے۔ (سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ وہ حاضر کیا جائے)... پرندہ نے یہ رائے دی کہ وہ اُڑ کر اُس ملک کو پھر جائے گا اور وہاں کی ملکہ کو اپنے ساتھ لائے گا۔ سلیمان علیہ السلام نے یہ تجویز پسند کی اور خط کو ہُد ہُد (کے بازو میں) باندھ دیا گیا۔ ہُد ہُد شام کے وقت جب وہ آفتاب کی عبادت کو جا رہی تھی پہنچا (اور یہ خط ملکہ کے حوالے کیا)۔'' [۲۳]

ہندوستان میں خط نگاری سے متعلق ایک اور قدیم حوالہ ہمیں ملتا ہے جس میں ڈاکٹر شاداب تبسم لکھتی ہیں کہ:

''... ہندوستان میں سب سے پہلے خط کا رواج چندر گُپت موریہ کے زمانے میں ہوا۔ یہ حضرت عیسیٰؑ سے کوئی تین سو سال سے پہلے ہوا تھا۔ کوٹلیہ کی کتاب ''ارتھ شاستر'' سے معلوم ہوتا ہے کہ چندر گُپت موریہ کے دربار میں خطوں کی آمد و رفت عام بات سمجھی جاتی تھی۔'' [۲۴]

''انجیل مقدس''، متّی باب ۱۲ اور آیت ۴۲ میں بھی ملکہ سبا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر مذکور ہے جس میں لکھا ہے کہ: ''دکھّن کی ملکہ عدالت کے دن اِس زمانہ کے لوگوں کے ساتھ اٹھ کر اِن کو مجرم ٹھہرائے گی۔ کیوں کہ وہ دنیا کے کنارے سے سلیمانؑ کی حکمت سننے کو آئی اور دیکھو یہاں وہ ہے جو سلیمانؑ سے بھی بڑا ہے (یعنی مسیح)'' [۲۵]

قدرت نے چھٹی صدی عیسوی کے اواخر اور ساتویں صدی کے اوائل میں قرآن میں یہ قصہ اور خط چوتھی مرتبہ پیش کیا ہے جس کے صحتِ متن پر کوئی کلام نہیں کیوں کہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن، جو گزشتہ تمام صحائف اور کتابوں کی تصحیح و تمحیض کے لیے آیا ہے، نے اس خط کو بجنسہٖ لفظ بہ لفظ پیش کیا ہے۔ قرآن میں پہلی مرتبہ ملکہ سبا کا ذکر سورہ نمل اور دوسری مرتبہ ''سیلِ ارم'' کے ذکر کے ساتھ آیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ خط جو ملکہ سبا کے نام ہے قدیم اور تاریخی ہے۔ یہ خط ملاحظہ فرمایئے جو صرف سورۂ نمل کی دو آیات: ۳۰ اور ۳۱ پر مشتمل ہے:

اِنَّہٗ مِنْ سُلَیمٰنَ وَاِنَّہٗ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ اَلَّا تَعلوُعَلَیَّ وَاتُو نِی مُسلِمِیْنَ۔

ترجمہ: وہ خط سلیمان علیہ السلام کی طرف سے اور وہ یہ ہے۔ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے کہ زور نہ کرو میرے مقابلے میں اور چلے آؤ میرے سامنے حکم بردار ہو کر۔'' [۲۶]

حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس خط کا مقصد ایک بھٹکی ہوئی (آفتاب پرست) قوم کو راہ راست پر لانا تھا اور اس سورۃ میں لفظ ''کتاب''، ''خط'' کے معنیٰ میں دو مرتبہ آیا ہے یعنی: (۱) اِذْھَبْ بِکِتَابِیْ ھٰذَا، ترجمہ: میری یہ کتاب (خط) لے جا: (النمل آیت ۲۸) (۲) اِنَّہُ اُلْقِیَ اِلَیَّ کِتاب'' کَرِیْم''، ترجمہ: میرے پاس ایک کتاب (خط) آئی ہے (النمل آیت ۲۹)

مولانا سیّد سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ ''ایک مدّعی علمِ کلامِ جدید نے کتاب سے رجسٹر اور دفتر مُراد لیا ہے... میری رائے یہ ہے کہ کتاب سے خط مُراد ہے۔ اس کے علاوہ لفظ کتاب کا بھی بہ فیض خط عربی میں عام طور پر استعمال ہے بلکہ فصحاء اس کے سوا خط کے لیے کوئی دوسرا لفظ استعمال نہیں کرتے۔'' [۲۷]

ملکہ سبا نے جب اس خط کو پڑھا تو اس تحریر کا اُس پر اس قدر اثر ہوا کہ اُس نے مذہب اسلام قبول کر لیا اور جس مقصد کے تحت خط لکھا گیا تھا وہ پورا ہوا لہٰذا اِس دور سے خط کی تسوید بہ غرض تبلیغ کی روایت کا پتا چلتا ہے۔ مولانا شبیر احمد عثمانی اس خط کے اختصار، جامعیت اور عظمت سے متعلق لکھتے ہیں کہ: ''ایسا مختصر، جامع اور پُر عظمت خط شاید ہی دنیا میں کسی نے لکھا ہو'' [۲۸] یہ خط اسلوب، موضوع، اعجاز و اختصار کے اعتبار سے ایک اہم ترین خط ہے اور اسے فنّ خط نگاری میں اوّلین دستیاب نمونۂ خط کی قدر و منزلت حاصل ہے اور ''اس میں لفظ ''خط'' فطری مفہوم کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔'' [۲۹]

حضرت سلیمان علیہ السلام کے وصال فرمانے کے بعد ۳۰ اس عظیم الشان سلطنت کے حصے بخرے ہوگئے اور دوسری سلطنت بادشاہ یمن اوّل حمیری کی قائم ہوگئی، پیغمبر اسلام محمدﷺ کی بعثت سے تقریباً ایک ہزار برس قبل اِس بادشاہ نے آپﷺ کو ایک خط لکھا تھا اور وصیّت کی تھی کہ یہ خط آپﷺ کی خدمتِ اقدس میں پیش کر دینا اور تمھیں اپنی زندگی میں حضور اکرمﷺ کا دور نصیب نہ ہو تو اپنی اولاد کو یہ وصیّت کر دینا کہ میرا خط اس وقت تک محفوظ رکھیں، چنانچہ اس خط کو محفوظ رکھا گیا اور وقت آنے پر یمن اوّل حمیری کا خط بہ نام پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰﷺ کو پیش کیا گیا۔ جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے کہ:

> ''کم ترین مخلوقات تبع اوّل حمیری کی طرف سے بخدمت شفیع المذنبین، سید المرسلین محمد رسول اللہﷺ امابعد۔ ! اے اللہ کے حبیب میں آپﷺ پر بھی ایمان لاتا ہوں۔ اور جو کتاب آپ پر نازل ہوگی، اس پر بھی ایمان لاتا ہوں اور میں آپ کے دین پر ہوں۔ پس اگر میں آپ کی زیارت نہ کر سکا تو میری شفاعت فرمانا اور قیامت کے روز مجھے فراموش نہ فرمانا میں آپ کے ساتھ آپ کی آمد سے پہلے بیعت کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور آپﷺ اُس کے سچے رسولﷺ ہیں'' ۳۱

سبائے حمیر کی تاریخ پہلی صدی ق م کے وسط سے شروع ہو کر ''ذونواس'' کی موت ۵۲۵ء پر ختم ہوتی ہے ۳۲ اُس دور میں بھی خط و کتابت کا رواج تھا، اِس ضمن میں سیّد نجیب اشرف ندوی لکھتے ہیں کہ:

> ''عرب قبل الاسلام کے متعلق ہم کو قدیم شعراء کی وساطت سے صرف اِس قدر معلوم ہو سکا ہے کہ وہاں حمیری زبان کے کاتب ہوتے تھے اور لوگ بھی تھے جو حلف و نقائص لکھتے تھے، اس کے علاوہ چوں کہ عربوں کے دوسرے قبائل اور دوسرے تجارتی تعلقات تھے، اِس لیے ایک جماعت ایسی بھی تھی جو تجارتی خطوط اور حساب کی ماہر تھی۔'' ۳۳

اسلام سے قبل خط نگاری سے متعلق معلومات ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی کے مقالے ''مکتوبات اُردو کا ادبی تاریخی ارتقاء'' میں بھی ملتی ہیں جس میں وہ لکھتے ہیں:

> ''عرب کی قبل از اسلام حکومتیں یمن، حیرہ و شام تمدّن اور نظام سے تہی دست نہ تھیں ۰۰۰۰ تاریخ صرف دولتِ حیرہ کے ایک کاتب عدی بن زید کا نام بتاتی ہے۔ ۰۰۰ حمیری زبان کے کاتبوں اور تجارتی خطوط لکھنے والوں کا ذکر بھی ملتا ہے۔'' ۳۴

مولانا سید سلیمان ندوی نے محققین اور مورخین کی مدد سے دولتِ حیرہ ہی کے زمانے کے ایک قدیم خط، جو قبیلہ مورث نزار کے نام لکھا گیا تھا، کی نشاندہی کی ہے اور سکّوں اور مہروں کی مدد سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ اُس وقت سبائی خط رائج تھا ۳۵ عربوں کی تجارت توریت اور زیادہ تر یونانی تواریخ سے بھی ثابت ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عرب تاجر دو ہزار سال قبل مسیح سے یہ کام انجام دے رہے تھے اور مشرق و مغرب کے تجارتی تعلقات میں ہمیشہ اُن کا اہم کردار رہا۔ اُس دور میں جو عرب تاجر کثرت سے مصر کو جاتے دکھائی دیتے ہیں اُن کے سامانِ تجارت میں بلسان، صنوبر، لوبان اور دیگر خوشبودار چیزیں شامل تھیں، سن ۹۵۰ ق م میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں ملکۂ سبا نے جو تحائف پیش کیے تھے اُن میں بھی خوشبو کی چیزیں، بہت سا سونا اور بیش بہا قیمتی جواہر شامل تھے (۱۲ سفیر الایام ۹۔۹) حضرت سلیمان علیہ السلام کی کشتیاں یمن کی بندرگاہ اوفر سے سونا لاتی تھیں (سفر الملوک ۹۔۲۷)، افریقہ اور

ہندوستان سے سامانِ تجارت بحری راستوں سے آکر یمن اور حضرموت کے سواحل پر اترتا اور یہاں سے خشکی کے راستے بحر احمر کے کنارے حجاز مدین جاتا یا شام کی سرحد سے مصر پہنچتا اور وہاں سے اسکندریہ کی بندرگاہ سے یورپ روانہ ہوتا لہٰذا عربوں کی اس تجارتی سرگرمی کے نتیجے میں مکتوب نویسی کی روایت نے بھی افریقہ، روم، یونان، یورپ، اسکندریہ، مصر و دیگر علاقوں کا سفر کیا۔ ۳۶

تاریخ میں آتا ہے کہ بحرین کے پاس کچھ عرب تاجروں نے انتقال مکان کر کے بحیرہ روم (بحیرہ ابیض بحیرہ متوسط) کے سواحل پر جو شام اور کنعان کے بحری مقامات تھے، مستقل رہائش اختیار کر لی تھی، بنی اسرائیل انھیں آرامی اور کنعانی اور اہل یورپ انھیں فینیقین (Phoencian) کہتے تھے۔ ان فینیقی عربوں نے یورپ اور افریقہ کے تمام ممالک میں تجارتی تعلقات قائم کر لیے تھے، یونان میں تہذیب و تمدن کا آغاز ان ہی عربوں کے ذریعے سے ہوا اور رفتہ رفتہ شعور و آگہی کی یہ روشنی دور تک پھیلتی چلی گئی۔ ۳۷

اس ضمن میں ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں کہ:

> ''دانش کی روشنی اگرچہ مشرق سے طلوع ہوئی تھی لیکن اس نے روئے عالم میں ہر طرف نور پھیلا دیا۔ چنانچہ یورپ کے جزیروں میں آباد ہونے والے وحشی قبائل جب تمدّن سے روشناس ہوئے تو انھوں نے بھی زیادہ تر مصر اور بابل کی تہذیبوں سے ہی استفادہ کیا۔ یونان کے مفکّرین دیما قراطس (Democritus) فیثا غورث اور افلاطون وغیرہ نے مصر، بابل اور فینیقیہ کا سفر کیا تھا۔ چناں چہ محققین لکھتے ہیں کہ اہل یونان نے بابل سے ہیت، مصر سے ہندسہ، طبّ، موسیقی اور مجسّمہ سازی، فینیقی تاجروں سے فنّ جہاز سازی، اصول تجارت، اوازان، دھوپ گھڑی اور حرف تہجی کی تحصیل کی تھی۔'' ۳۸

یونانیوں کا حصول علم کا یہی پس منظر تھا جس کی وجہ سے ہورلیس (۶۵ ق م ۔ ۸ ق م) جیسا شاعر اور مکتوب نگار پیدا ہوا اور اُس نے جہاں ادب میں شائستگی، سلیقے اور نفاست پر زور دیا ۳۹ وہاں اُس نے منظوم ادبی رقعات (Epistels) لکھنے کا آغاز کیا اور یہ ادبی رقعات دو جلدوں میں شایع بھی ہوئے، ڈاکٹر جمیل جالبی ہورلیس کی منظوم خط نگاری سے متعلق لکھتے ہیں کہ:

> ''فن شاعری کا مخاطب پیسو خاندان کا کوئی ایسا فرد ہے جو ادیب شاعر اور ڈرامہ نگار بننا چاہتا ہے اور ہورلیس نے یہ مکتوب اسی کی ہدایت کے لیے لکھا تھا، ہورلیس کے اس ''مکتوب'' کی بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے شان دار جملے اور چُست بندش و تراکیب پڑھنے والے کو اپنی طرف متوجہ کر لیتے ہیں۔۔۔ اور اس کے فقرے اور بندش ضرب المثل بن کر تحریر و تقریر میں آنے لگے۔'' ۴۰

ہورلیس کے علاوہ بہت سے خطوط افلاطون (Plats) ۴۱ ارسطو (Aristtle) ۴۲ اور اپیکیوریس (Aepicurus) ۴۳ سے منسوب کیے جاتے ہیں، معروف مورخ پلوٹارک (Plutarch) ۴۴ کے خطوط بھی مشہور ہیں۔ یونان کے ساتھ ساتھ اہل روم کے یہاں بھی باقاعدہ خط نگاری کا رجحان پایا جاتا تھا، سسرو (Ciccro) (۳ جنوری ۱۰۶ ق م ۔ قتل دسمبر ۴۳ ق م) کے علاوہ سینیکا بزرگ (Cineaca Elder) کے خطوط بھی قابل ذکر ہیں۔

خط نگاری کو باقاعدہ فنّ بنانے اور سسرو سے متعلق ڈاکٹر خلیق انجم لکھتے ہیں کہ: ''انسانی تاریخ میں یہ اعزاز اہل روم کی قسمت

میں لکھا تھا کہ وہ مکتوب نگاری کو باقاعدہ فن بنائیں...سسرو اسی عہد کا مکتوب نگار ہے۔''[۴۵] روم میں مکتوب نگاری کے آغاز سے متعلق ڈاکٹر خورشید الاسلام لکھتے ہیں کہ: ''مکتوب نگاری کی ابتدا سلطنت روم کے سائے میں ہوئی...روم کی زندگی کی جھلکیاں اور اس کی معاشرت کی پرچھائیں دیکھنی ہو تو سسرو کے مکاتب دیکھیے۔''[۴۶]

یرمیاہ نبی کا خط بابل میں یہودیوں کے نام:

یرمیاہ نبی ساتویں صدی کے اواخر اور چھٹی صدی قبل مسیح کے اوائل میں گزرے ہیں، وہ ایک بہت حساس انسان تھے انھیں اپنے لوگوں سے بہت محبت تھی لہٰذا اُن کے لیے سزاؤں اور قہر و غضب کا اعلان کرنا سخت ناپسند تھا۔ وہ اپنی قوم کو خبردار اور متنبہ کرتے رہے کہ تمہارا گناہ اور بت پرستی کے باعث تم پر حادثۂ عظیم اور آفتیں آئیں گی۔[۴۷] اسی نبی کے نام سے منسوب عہد عتیق کی کتاب ''یرمیاہ''[۴۸] میں باروک (کاتب یرمیا نبی) سے فن خط نگاری سے متعلق دو روایات ملتی ہیں پہلی روایت ''یرمیاہ کا خط بابل میں یہودیوں کے نام'' سے ہے، اس خط کی بابت لکھا ہے کہ:

> ''۲۹(۱) اب یہ اُس خط کی باتیں جو یرمیاہ نبی نے یروشلم سے باقی بزرگوں کو جو اسیر ہو گئے تھے اور کاہنوں اور نبیوں اور اُن سب لوگوں کو جن کو نبوکدنضر یروشلم سے اسیر کرکے بابل لے گیا تھا۔ (۲) (اس کے بعد کہ یکونیاہ بادشاہ اور اُس کی والدہ اور خواجہ سرا اور یہوداہ اور یروشلم کے اُمراء اور کاریگر اور لہار یروشلم سے چلے گئے تھے (۳) العاسہ بن سافن اور جمریاہ بن خلقیاہ کے ہاتھ (جن کو شاہ یہوداہ صدقیاہ نے بابل میں شاہ بابل نبوکدنضر کے پاس بھیجا) ارسال کیا اور اُس نے کہا۔''[۴۹]

جب کہ دوسری روایت ''سمعیاہ کا خط'' کے ذیل میں ہے اور اس سے متعلق لکھا ہے کہ:

> ''(۲۷) اور نخلامی سمعیاہ سے کہنا (۲۵) رب الافواج اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے اس لیے کہ تو نے یروشلم کے سب لوگوں کو صفنیاہ بن معسیاہ کاہن اور سب کاہنوں کو اپنے نام سے یوں خط لکھ بھیجے...(۲۹) اور صفنیاہ کاہن نے یہ خط پڑھ کر یرمیاہ نبی کو سنایا۔''[۵۰]

ڈاکٹر نسرین ممتاز بصیر نے دنیا کے قدیم خط کی نشاندہی کی ہے وہ لکھتی ہیں کہ: ''...نئی تحقیقات کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ شاید دنیا کا قدیم ترین خط وہ ہے جو قرآن پاک کی بعض تفسیروں کے مطابق حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اُس وقت لکھا تھا جب وہ عزیز مصر بنا دیے گئے تھے۔''[۵۱]

ڈاکٹر نسرین ممتاز بصیر نے اس حوالے کے ساتھ ہی یہ سوال بھی اٹھایا ہے کہ اس خط کی حقیقت کو تسلیم کر لینے کے بعد بھی چوں کہ یعقوب علیہ السلام کے خط کا متن ابھی تک سامنے نہیں آیا ہے اس لیے حتمی فیصلہ کرنا دشوار گزار رہے کہ آج جسے ''خط'' کا نام دیا جا رہا ہے اُس وقت اس کی شکل کیا رہی ہوگی۔ مگر ایس نسیم بانو نے اب اس خط کا متن (اردو ترجمہ) عبداللہ شاہ (محدثِ دکن) کی کتاب تفسیر یوسف (گلدستۂ طریقت) سے پیش کر دیا ہے اور یہی خط حافظ محمد اسحاق دہلوی (مدیر الواعظ دہلی) کی کتاب ''داستانِ یوسف'' میں ''اسرائیل علیہ السلام کا خط'' کے نام سے شائع ہوا ہے مگر ترجمے کا فرق واضح دکھائی دیتا ہے۔ دونوں خط ملاحظہ فرمائیے:

یعقوب علیہ السلام۵۲؎ کا خط بہ نام یوسف علیہ السلام

یہ خط یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے بادشاہ مصر کو لکھا جا رہا ہے۔ اما بعد ہمارا گھر ابتلا و امتحان کا گھر ہے۔ ہمارے دادا ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے۔ پھر اللہ نے آگ ان پر گلزار کردی چچا کے گلے پر ہاتھ پاؤں باندھ کر چھُری پھیر دی گئی۔ جن کا فدیہ بہشتی بکرے سے ہوا۔ اور میں یوسف علیہ السلام کے فراق میں مبتلا کیا گیا۔ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کو بھیڑیا کھا گیا، اس پر طرّہ یہ کہ اس کا حقیقی بھائی بن یامین جو میرے دل کی تسکین تھا، تیرے قید میں ہے، اس وقت کہ میری آنکھوں کو دکھائی نہیں دیتا اور کمر جھک گئی ہے۔ میرے بچے کو قید کر کے مجھے بے چین کر دیا ہے اے بادشاہ تیرا گمان ہے کہ میرا بیٹا چور ہے، یاد رکھ ہم ایسے خاندان کے لوگ ہیں کہ نہ چوری کرتے ہیں اور نہ کوئی ہماری نسل سے چور پیدا ہوا ہے، اے بادشاہ اگر تو میرے بچہ کو میرے پاس نہ بھیج دے گا تو ایسی بددُعا دوں گا۔ جس کا اثر تیری ساتویں پُشت تک پہنچے گا''۔۵۴؎

اسرائیل۵۳؎ علیہ السلام کا خط بہ نام یوسف علیہ السلام

بادشاہ مصر کو بعد سلام علیک کے واضح ہو کہ میرے دادا ابراہیم خلیل اللہ تھے جن کے لیے آتش نمرود گلزار ہو گئی اور میرے والد حضرت اسحاق علیہ السلام تھے میرا نام یعقوب علیہ السلام، اسرائیلؑ ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد کا ایک باغ عطا فرمایا ہے اور شہر کنعان کا نبی مرسل بنایا ہے، نیز میرا ایک فرزند تھا جس کے متعلق ہے کہ اسے جنگل میں بھیڑیا لے گیا اور جس کا خون آلو دکُرتا اب تک میرے پاس بطور نشانی موجود ہے اور جس کا نام یوسف علیہ السلام تھا۔ نیز اس کا ایک حقیقی بھائی بن یامین بھی تھا جس میں یوسف علیہ السلام کی یاد تازہ کیا کرتا تھا اور اپنے دل کو تسلی دیا کرتا تھا، مگر افسوس اور صد ہزار افسوس کہ تو نے اے بادشاہ مصر اُسے چور بنا کر اپنے پاس مقیّد کرلیا۔ حالاں کہ میرے خاندان میں کوئی چور اور زانی نہیں ہو سکتا، پس اے بادشاہ مصر! اگر تو میرے فرزند بن یامین کو چھوڑ دے گا تو میں تیرے لیے دُعا کروں گا جو تیری سات پُشت تک انشاء اللہ پھلے اور پھولے گا اور تیری نسل میں خُدا کے برگزیدہ اور پیارے فرزند پیدا ہوں گے۔۵۵؎

یہ تاریخی خط عبرانی زبان میں لکھا گیا ہے چوں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا جوابی خط بھی اس زبان میں لکھا گیا تھا۵۶؎ اس خط میں اہم اسلامی تاریخی واقعات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور ایک باپ کی اپنے بیٹے سے جُدائی کے غم کو بیان کیا گیا ہے اور آخر میں مکتوب نگار نے اپنا اور اپنے خاندان کا تعارف بڑے مُدبّرانہ انداز میں کرایا ہے جس سے پیغمبرانہ شان و جلال نمایاں ہوتا ہے، اس خط کا اسلوب سادہ مگر انداز تکلم صاف اور دوٹوک ہے، اس خط کی خاص بات اس کا حسنِ اختصار ہے چوں کہ اس خط میں مکتوب نگار نے تین اہم تاریخی واقعات کو چند سطروں میں بیان کیا ہے جس کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔۵۷؎ خط کا موضوع یوں تو نجّی نوعیت کا معلوم ہوتا ہے کہ جس میں مکتوب نگار ایک باپ اور مکتوب الیہ حاکم وقت ہے مگر مکتوب نگار نے اس خط میں یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ ہم ایک ایسی نسل سے ہیں جس میں کبھی کوئی فرد چور، زانی نہیں ہوا الغرض اس خط کی تاریخی، ادبی، سماجی اور معاشرتی اہمیت یہ ہے کہ یہ خط ہر اُس باپ کے دردِ دل کی آواز ہے جو اپنی اولاد سے پُرخلوص محبت کا دم بھرتا ہے یوں اِس خط کی حیثیت ذاتی یا نجی نہیں اجتماعی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

حافظ محمد اسحاق دہلوی کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام نے اِس سے قبل متعدد خطوط اپنے والد ماجد کو تحریر کیے ''مگر بہ حکم جبرائیل امین انھیں اپنے صندوقچے میں ڈال دیا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں تھا کہ یہ راز فاش ہو، مگر اس خط کی اجازت (جس کا ذکر آگے ہوگا) جبرائیل علیہ السلام نے اس لیے مرحمت فرمائی کہ کہیں یعقوب علیہ السلام اپنے فرزندِ ارجمند کے حق میں بددُعا نہ کر بیٹھیں اور حضرت یوسف علیہ السلام سے یہ فہمائش ضرور کی کہ خط میں اپنا نام ظاہر نہ کریں۔'' ۵۸

داستانِ یوسف کے مصنف نے یوسف علیہ السلام کے اِس جوابی خط کو ''خفیہ چھٹی'' لکھا ہے جسے یوسف علیہ السلام نے اپنے ایک ایلچی کے سپرد فرماتے ہوئے زبانی ارشاد فرمایا کہ نہایت پوشیدہ طور پر بہت جلد ہی کنعان پہنچو اور جناب اسرائیل علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہاتھ میں جا کر یہ خط دو اور بہت جلد ہی واپس آجاؤ، حضرت یوسف علیہ السلام کے خط کے الفاظ یہ ہیں:

حضرت یوسف علیہ السلام کا خط بہ نام یعقوب علیہ السلام:

> ''اے یعقوب علیہ السلام بن اسحٰق بن ابراہیم علیہ السلام آپ کو عزیز مصر کی طرف سے بعد سلام علیک کے واضح ہو کہ میں نے آپ کے نامۂ اعمال کو بغور پڑھا اور جملہ حالات سے واقف ہوا جس کے جواب میں نہایت ادب سے التماس کرتا ہوں کہ حضور اپنے باپ دادا کی طرح صبر کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دیں اور یہ خیال فرمائیں کہ صبر کے سبب جیسے انھوں نے فتح مندی حاصل کی اسی طرح آپ بھی عنقریب فتح مند ہوں گے۔ فقط وسلام۔ عزیز مصر'' ۵۹

حضرت یعقوب علیہ السلام نے کئی کئی بار اِس خط کو پڑھوا کر سُنا اپنی آنکھوں سے لگایا اور بوسہ دیا۔ مکتوب الیہ (حضرت یعقوب علیہ السلام) نے اِس خط کا جواب اپنے پوتے سے لکھوا کر مصر میں موجود اپنے بیٹوں کے نام روانہ کیا وہ اس خط میں لکھتے ہیں کہ:

حضرت یعقوب علیہ السلام کا خط مصر میں اپنے بیٹوں کے نام

> ''اے میرے لڑکو! جب تک بادشاہ مصر تمھیں رخصت نہ کرے آرام سے رہو اور کچھ جلدی نہ کرو۔ انشاء اللہ میں اور تم بہت جلدی مُرادکو پہنچیں گے۔ البتہ یہاں قحط سالی شاہد ہے۔ فقط وسلام۔'' ۶۰

☆

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے خطوط قدیم، یونانی ادب (Greek Literature) سمیت دیگر زبانوں میں بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ یہ یونانی کوئنے (Greek Koine) زبان میں آرامی، عبرانی سے ترجمہ ہوئے اور اس کے بعد لاطینی، انگریزی اور اُردو میں ترجمے ہوئے۔ اور بائبل (Bibel) (نیا اور پرانا عہد نامہ) کے ان خطوط کی اہمیت اور قدامت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اناجیل اربعہ کی ترتیب سے قبل ۴۸ء سے ۶۰ء تک ان خطوط کو عیسائی عبادت گاہوں (چرچ) میں پڑھایا جاتا رہا ہے چوں کہ ''چاروں انجیلیں سن ۶۰ عیسوی سے سن ۱۰۰ عیسوی کے دوران لکھی گئیں اور اسی عرصے میں باقی کتب بھی تحریر ہوئیں۔ پرانا عہد نامہ (بائبل) ایک ہزار سال یا اس سے زیادہ عرصے میں تحریر ہوا جب کہ نیا عہد نامہ ایک صدی کے اندر اندر لکھا گیا۔'' ۶۱

''بائبل یونانی لفظ ''ببلیا'' (Biblia = کتابیں) سے نکلا ہے، اور لفظ ببلون (Biblon) جمع ہے ''ببلیا'' کا اور ببلوس

(Biblos)اس کا اسم تصغیر ہے جس سے عام طور پر ہر قسم کی تحریری دستاویز مُراد ہے، لیکن زمانۂ قدیم میں اس سے صرف وہ تحریر مُراد لی جاتی تھی جو پیپرس(Papyrus) پر لکھی گئی ہو۔'' ۶۲ لہٰذا کاغذ اور چھاپہ خانہ کی ایجاد سے قبل سرکنڈوں کو پیس کر اُسے لکھنے کے قابل بنایا جاتا تھا، اِسی طرح چرمی کاغذ بھی کاغذ کی جگہ قلمی نسخے (Manuscripts) تاریخی دستاویز، حکم نامے، فرامین، خطوط عامہ، پیپرس (Papyrus) کہلاتے تھے ۶۳ اور سینکڑوں کی تعداد میں ان قلمی نسخوں کو باہم جوڑ کر طُومار (Scroll) ۶۴ کی صورت دی جاتی تھی۔ بحیرہ مُردار کے طُومار (Dead sea sroll) ہی دراصل ان حواریوں کے خطوط کا ماٴخذ تصور کیے جاتے ہیں۔ طُومار (Soroll) کی یہ قدیم اصطلاح ماضی بعید میں وسیع تر معنوں میں استعمال ہوتی رہی ہے چوں کہ کچھ ایسی تاریخی دستاویز ماہرِ آثار قدیمہ اور محققین کو ملی ہیں جس کی بنیاد پر یہ کہا جاتا ہے کہ یہ لفظ کتاب، صحیفہ، دفتر، لمبا خط، مرغولہ، لپٹا کاغذ گول کر کے لکھی ہوئی کوئی تحریر کاغذوں کا مٹّھا کے طور پر برتا جاتا رہا ہے، ان طُومار کو موسمی اثرات سے بچانے کے لیے ان پر موم کی تہہ چڑھا کر انھیں مومی کاغذ (Wax Paper) کی صورت دی جاتی تھی تاکہ یہ دستی قلمی نسخے ہر طرح سے محفوظ رہیں، انھیں مومی کرنے کے لیے یہ موم (Wax myrtle) ۶۵ (ایک قسم کا پودا) اور (Wax Insect) مومی کیڑا مثلاً شہد کی مکھی وغیرہ سے حاصل کیا جاتا تھا۔ ۶۶

بحیرہ مُردار کے طُومار (Dead sea scrolls) اُس وقت دنیا کی خصوصی توجہ کا مرکز بنے جب بیڈوَئین شیفرڈ نامی ماہرِ آثار قدیمہ اور اس کی ٹیم نے دریائے اردن کے مشرقی کنارے پر واقع وادی قمران کی بارہ غاروں سے طُومار دریافت کیے، یہ طُومار سن ۱۵۰ ق م سے سن ۷۰ عیسوی کے دوران تحریر کیے گئے تھے جو زیادہ تر عبرانی، یونانی، آرامی اور نبتین آرامی زبان میں تھے اور سب سے زیادہ یہ قلمی مخلوطے ٹکڑوں اور پھٹے پرانے بوسیدہ (Fragments) حالت میں غار نمبر چار سے برآمد ہوئے جن کی تعداد ایک اندازے کے مطابق پندرہ سو بتائی جاتی ہے اور پانچ سو مخطوطے مرتبانوں (Jars) میں ملے، ان طوماروں سے نیا عہد نامہ (New Testament) ''انجیل مقدس'' کے زمانے کی دینی اصطلاحات ان کی توضیح میں مدد ملی تھی۔ مثلاً شراکت، جماعت اور کلیسیا کی مترادف اصلاحات ان طُوماروں میں پائی جاتی ہیں، بائبل میں اکثر طُوماروں کا ذکر آیا ہے۔ ۶۷

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحائف کا طُومار جو قمران کی غار سے برآمد ہوا ہے وہ بڑے چمڑے کے سولہ ٹکڑوں کو جوڑ کر بنایا گیا ہے، یہ دس انچ چوڑا اور چوبیس فٹ لمبا ہے اور اس کے متن میں چوّن (۵۴) خانے ہیں، ان طُومار کے چمڑے کو خاص طور پر حاصل کر کے اسے نفیس صورت دی گئی تھی ۶۸ اِس قسم کے طُومار کو بنانے کا خاص طریقہ ہوا کرتا تھا۔ پیپرس، چرمی قلمی نسخے جو بکھرے یا منتشر حالت میں ہوا کرتے تھے انھیں ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیا جاتا تھا پھر کئی کئی فٹ لمبے اس ٹکڑے کو کپڑے کی تھان کی طرح لکڑی کے ایک سرے سے جوڑ دیا جاتا تھا اور اسے لپیٹ کر لکڑی کے دوسرے سرے کے ساتھ جوڑ دیا جاتا تھا اور مطالعے کے وقت ایک سرے سے اسے کھولتے جاتے تھے اور دوسری طرف لپیٹتے جاتے تھے، یہی روایت بعد کے زمانے میں شہنشاہوں کے فرامین، حکم نامے، اہم تاریخی خطوط کو اُن کے درباروں میں کھڑے ہو کر اور اسے کھول کھول کے پڑھ کر سنانے کی رہی ہے مگر فرق صرف یہ تھا کہ یہ خطوط اور شاہی فرامین کئی کئی فٹ لمبے طومار نہیں ہوا کرتے تھے جنھیں صحیفہ، کتاب یا لمبا خط کہا جاسکے۔

اِس قسم کے طُو ماروں کے لیے چرمی اوراق یونانی شہر ''پُرگمن'' میں تیار ہوا کرتے تھے اوران کی بہت شہرت اور مانگ ہوا کرتی تھی ان طُو ماروں کو بڑے بڑے مرتبانوں میں محفوظ کر کے رکھا جاتا تھا۔ ''انجیل مقدس'' اورعہد عتیق کی کتابوں میں ان طُو ماروں سے متعلق اورانھیں محفوظ کرنے کے لیے قدیم کتب خانوں کا ذکر ملتا ہے ۶۹۔ پولیس رسول تیمیتھیس کے نام اپنے دوسرے خط میں لکھتا ہے کہ: ''تخکس ۷۰ کو میں نے افِسسُ بھیج دیا ہے۔ جو چوغہ میں ترو آس ۷۱ میں کرپُس ۷۲ کے ہاں چھوڑ آیا ہوں جب تو آئے تو وہ اور کتابیں خاص کر رق کے طُو مار ۷۳ لیتا آئیو (انجیل مقدس باب ۴ آیت ۱۳) کتاب ''یرمیا'' میں ''طومار'' حاکموں کے ساتھ پڑھا جاتا ہے''، ''باروک ہیکل میں طومار پڑھتا ہے''، ''یرمیاہ ایک اور طومار لکھتا ہے''، ''بادشاہ طومار جلا دیتا ہے۔'' ۷۴ ایسے موضوعات سے متعلق تفصیلات ملتی ہیں۔

بائبل میں اسیری کے زمانے کے بعد تاریخی کتب خانہ کا ذکر مذکور ہے یہ دآرا بادشاہ کے دور میں بابل میں قائم تھا ۷۵ مصر کے قدیم اور تاریخی شہر اسکندریہ میں بھی ایک عظیم الشان کتب خانہ تھا جس میں ایک اندازے کے مطابق کم ازکم پانچ لاکھ کتب رکھی گئیں تھیں، جب اس شہر کے ناظم کسی مشہور کتاب سے متعلق سنتے تو وہ اس کا یونانی زبان میں ترجمہ کرواکے لوگوں کے استفادہ کے لیے رکھتے چوں کہ اس کتب خانے کی زیادہ تر کتابیں عبرانی، سریانی اور آرامی زبان میں ہوا کرتی تھیں تیسری صدی قبل مسیح میں پرانا عہدنامہ (Old Tastament) کا مشہور یونی ہفتاوی ترجمہ، عبرانی سے کوئنے یونانی زبان میں جسے لاطینی زبان میں ''سپتوگنتا'' (Sptuginta) کہا جاتا ہے اسی طرح معرض وجود میں آیا تھا ۷۶ اِس میں ''عبرانیوں'' واحد خط ہے جو اس عہد سے تعلق رکھتا ہے اور اناجیل نویسوں، دیگر رسولوں یا مکتوب نگاروں نے اسی یونانی ہفتاوی ترجمے سے اقتباس کیا ہے۔

اس ہفتاوی ترجمے کا مخفف LXX ہے جو رومی گنتی کے مطابق ستر (۷۰) ہے ایک اور کتب خانہ ''پرگمن'' میں تھا یہ اسکندریہ کے کتب خانے سے نسبتاً چھوٹا تھا، مورخین نے لکھا ہے کہ ان دونوں کتب خانوں کی باہمی رقابت کے نتیجے میں چرمی کاغذ ایجاد ہوا تھا ۷۷ اور قدیم سریانی عبریانی خطوط ان پر لکھے ہوئے ملتے ہیں۔ یونانی، عبرانی، آرامی زبان سے حواریوں کے خطو کے اردو تراجم جسے اب ''انجیل مقدس'' کا ضروری جُز سمجھا جاتا ہے، پر بات کرنے سے قبل ضروری ہے کہ قدیم خطوط سے متعلق چند ضروری نکات کا تذکرہ کر دیا جائے اور بحیرۂ مُردار سے برآمد ہونے والے اُن خطوط کے قدیم مخطوطوں کا بھی سُراغ لگایا جائے اور جاننے کی کوشش کی جائے کہ کون سا مخطوطہ کہاں موجود اور محفوظ ہے۔ اوران میں موجود حواریوں کے خطوط کس قدر آج ''نیا عہد نامہ'' ''انجیل مقدس'' کا حصہ ہیں اوران حواریوں یا مکتوب نگاروں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے عہد میں کون کون سے مختلف ناموں سے پکارا ہے۔

محققین کے مطابق تقریباً پندرہ سو قدیم مخطوطات سے متعلق معلومات ملتی ہیں، ان میں یہ تحقیق کرنا کہ کون سا مخطوطہ سب سے زیادہ قدیم ہے، ایک بہت مشکل کام ہے تاہم بائبل کے علماء نے بڑی جستجو کے بعد درج ذیل قلمی مخطوطوں سے متعلق لکھا ہے کہ یہ سب سے قدیم نسخے سمجھے جاتے ہیں۔

(ا) ویٹے کن کا مخطوطہ (بی) جسے انگریزی میں "Codex Vaticanus B" ۷۸ کہا جاتا ہے پانچ سو سال سے روم کے ویٹے کن

کتب خانے میں پوپ کے محل میں موجود ہے یہ سات سوانسٹھ (۷۵۹) ورق پر مشتمل ہے اور ہر ورق کا سائز ۲۷x۲۷ سینٹی میٹر مربع شکل ہے اور اس میں خط ''عبرانیوں'' جو چوتھی صدی عیسوی کا تحریر کردہ ہے کتابی صورت میں چرمی کاغذ پر ہے اور اس کی تحریر ہر صفحے پر تین تین کالموں میں ہے۔ زیادہ تر اِس مخطوطے کے اگلے اور پچھلے حصے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئے ہیں اور یہ صفحات منظوم رقعات پر مشتمل ہیں۔۷۹

(۲) سینا کا مخطوطہ (این) جسے "Codex Sinaitikus,N" کہا جاتا ہے، اسے ایک جرمن کے مشہور عالم ٹشنڈراف نے کوہ سینا کے ایک راہب خانہ سے ۱۸۴۴ء میں دریافت کیا تھا اور یہ ۳۳۰ سے ۳۶۰ء کے درمیان یونانی زبان میں لکھا گیا تھا اس میں سترّ عیسوی سے ایک سوبیس عیسوی تک کے دوران لکھے گئے برناباس کے رقعات (Epistles) ہیں اور یہ آٹھ سو پچاس سطروں پر مشتمل ہے،۸۰

ان رقعات کا انگریزی میں جے بی لائٹ فوڈ نے ترجمہ کیا۔ یہ مخطوطہ، مخطوطہ اسکندریہ سے خاصی مماثلت رکھتا ہے اور اس کے ہر صفحے پر چار چار کالم ہیں اور آج کل یہ برٹش میوزیم لائبریری لندن میں موجود ہے یہ (بڑے حروف Uncial) میں لکھا ہوا ہے جب کہ خاصہ بڑا حصہ پرانا عہد نامہ کا گُم ہے۸۱ نیا عہد نامہ ''انجیل مقدس'' میں ایک رقعہ بھی برناباس کا نہیں ہے۔ جب کہ رسولوں کے اعمال میں ذکر ملتا ہے۔

(۳) اسکندریہ کا مخطوطہ لندن (اے) جو Codex Alaxrandrinus کے نام سے معروف ہے یہ ۴۰۰ سے ۴۴۰ عیسوی کا ہے یہ مخطوطہ قسطنطنیہ کے آرچ بشپ سرل لیوسرس نے ۱۶۲۸ء میں انگلینڈ کے بادشاہ چارلس اوّل کی نذر کیا تھا۔ یہ اب لندن کے میوزیم میں رکھا ہوا ہے اور اس میں عہد عتیق کے دس، متی انجیل کے پچیس، یوحنا انجیل کے دو، کرنتھیوں کے نام خط کے تین ورق نہیں ہیں، یہ مخطوطہ پانچویں صدی کے دوران یونانی زبان میں لکھا گیا تھا اور اس کے سرورق پر عربی زبان میں لکھا ہے کہ ''یہ نسخہ تھسلکہ شہید کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔'' اسے اسکندریہ کا نسخہ یا مخطوطہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ پہلے اسکندریہ سے قسطنطنیہ بھیجا گیا تھا اور اس کے ہر صفحے پر دو دو کالم ہیں، یہ تینوں مذکورہ بالا نسخے سب سے قدیم اور مشہور ہیں۸۲ اِس میں یوحنا، پولُس اور کلیمنٹ کے رقعے شامل ہیں جو عیسائیت کے ابتداء میں پڑھے جاتے تھے۔۸۳ موجودہ انجیل مقدس میں کلیمنٹ کا کوئی خط نہیں ہے۔

(۴) افراہیمی مخطوطہ (سی) جسے Codex Ephraemi (c) کہا جاتا ہے کا، اور مخطوطہ اسکندریہ کا دور ایک ہی ہے اور یہ پیرس کے شاہی کتب خانے میں رکھا ہوا ہے، پانچویں صدی میں کسی کاتب نے اس پر عہد عتیق وجدید لکھا اور بارہویں صدی تک ایک روایت کے مطابق یہ ایسا ہی رہا، مگر تیرھویں صدی میں اس کے مالک نے پہلی تحریر کو کسی قدر مٹا کر اس پر ایک سریانی افراہیم کا قصہ لکھ دیا، لیکن بائبل کے علماء نے اس بات پر اطمینان کا اظہار کیا کہ اس نسخے کے پہلے والے جملے بالکل نہیں مٹے تھے۸۴ لہٰذا یہ بائبل کا ایک پانچویں صدی عیسوی کا یونانی مخطوطہ ہے۔ تھسالونیز ا.ور یوحنا کے خطوط کے سوائے، پرانا

عہد نامہ کی چھ یونانی کتابیں اس مخطوطے کو پیش کرتی ہیں۔۸۵

(۵) بیزائی مخطوطہ (ڈی) Codex Bezae D یہ بیزائی نامی شخص کی ملکیت تھا جسے اُس نے ۱۵۸۱ء میں کیمبرج یونیورسٹی کو عطیہ کر دیا تھا اور یہ اب تک وہاں موجود ہے، یہ دو زبانوں میں ایک طرف لاطینی اور دوسری طرف یونانی زبان میں لکھا ہوا ہے، مذکورہ بالا تمام مخطوطے بڑے حروف میں تحریر کیے گئے ہیں اور یہ ہی ان کی قدامت کی نشانی ہے۔ دوسری قسم کے چھوٹے حروف والے مخطوطوں کی تعداد تقریباً پندرہ سو ہے اور وہ ان قدیم مخطوطوں کے بعد کے ہیں۔ یہ مخطوطہ پانچویں صدی عیسوی کا لکھا ہوا ہے، اس میں تین چھوٹے (پھٹے پرانے حالت میں) یوحنا کے رقعات ہیں اور یہ یک کالمی مخطوطہ ہے اور یہ تقریباً چار سو صفحات پر مشتمل ہے۔ بڑے حروف والے مخطوطے انگریزی میں ''ان سی ایل'' "Ancial" اور چھوٹے حروف والے ''کرسیو'' "Cursive" کہلاتے ہیں۔ ۸۶

عیسائیت کے ابتداء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی تعداد بہت زیادہ تھی اور یہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات، احکامات اور ارشادات بیان کرتے تھے، قرآن میں بھی ان حواریوں کا ذکر ملتا ہے ۸۷ مگر ''انجیل'' میں ان حواریوں کا ذکر کچھ اس طرح آتا ہے جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ان کی رفاقت اور تعداد ثابت ہوتی ہے، انجیل میں لکھا ہے کہ: ''...اور یروشلم جاتے ہوئے یسُوع بارہ شاگردوں کو الگ لے گیا۔'' ۸۸

انجیل کے مطابق ان بارہ حواریوں اور ان میں شامل چار مکتوب نگاروں کے نام یہ ہیں (۱) شمعون (جو پطرس کہلاتا ہے) (۲) اندریاس (اس کا بھائی) (۳) زبدی کا بیٹا یعقوب (۴) اور اس کا بھائی یوحنا (۵) فلپس (۶) برتلمائی (۷) توما (۸) متّی (محصول لینے والا) (۹) یعقوب (حلفئی کا بیٹا) (۱۰) تدی (۱۱) شمعون (قنانی) (۱۲) یہوداہ (اسکریوتی) ۸۹ واضح رہے کہ ان میں سینٹ پال (پولس رسول) کا نام نہیں ہے اور ان کے ہی خطوط زیادہ تر انجیل مقدس میں ملتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ان حواریوں یا مکتوب نگاروں کو ایسے ناموں سے یاد فرماتے تھے جو ان کی خصلتوں اور عادت واطوار کے عین مطابق ہوتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ قدیم زمانے کے رواج کے مطابق تقریباً ہر شخص اپنی مادری اور ملکی زبان کے ساتھ یونانی زبان استعمال کرتا تھا اور ہر شخص کے کم از کم دو دو نام ہوا کرتے تھے، ایک نام یونانی زبان میں ہوا کرتا تھا جسے وہ کاروبار اور روزمرہ زندگی میں استعمال کیا کرتے تھے اور ان کا دوسرا نام مادری زبان میں ہوا کرتا تھا جو عام طور پر عزیز واقارب، نجّی حلقوں دوستوں اور گھروں میں استعمال کرتے تھے مثلاً ''توما'' کو ''ویدیمس'' کہتے تھے، توما ارمی زبان کا نام ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان تھی جب کہ ''ویدیمس'' یونانی ہے جس کا مطلب ''جڑواں'' کے ہیں، ''یعقوب'' اور ''یوحنا'' کا نام حضرت عیسی علیہ السلام نے ''بوانرجس'' رکھا ''جس کا مطلب پسران تند، سخت طبیعت، گرج کے بیٹے وغیرہ ہے چوں کہ ان کے مزاج میں غصہ تھا ۹۰ ''لادی'' کا نام ''متی'' رکھا جس کا مطلب ''خدا کی دین'' یا ''تحفہ'' کے ہیں۔ (مرقس آیت ۱۶۔ متّی باب ۹ آیت ۹)۔ ''نتن ایل'' کو ''برتلمائی'' کہا یعنی ''اخوت کا بیٹا''۔ ''توما'' کو ایک جگہ ''توام'' بھی کہا، ''یہوذ'' کو ''تدائی قیروانی'' کہا جس کا مطلب ''ہنس مکھ'' یا ''خوش مزاج'' ہے اور ''شمعون'' کا

نام ''کیفا'' رکھا یعنی ''پطرس'' رکھا جس کا مطلب چٹان ہے، شمعون عبرانی نام ہے۔ ۹۱

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا سے اٹھائے جانے ۹۲ کے ایک عرصہ گزر جانے کے بعد ان حواریوں، مکتوب نگاروں اور پیروکاروں کو یہودیوں سے الگ امت قرار دے دیا گیا اور انھیں عیسائی کہا جانے لگا تو پھر انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور ان کی تعلیمات سے متعلق کتابیں لکھنا شروع کیں جو قارئین تک زبانی روایات کے ذریعے پہنچتی ہیں چوں کہ حواریوں کی تعداد زیادہ تھی۔ لہٰذا ہر ایک نے اپنی الگ الگ کتاب تصنیف کی اور اسے ''انجیل'' کا نام دے دیا، ان تمام قدیم کتابوں میں مکتوبات کی کیا حقیقت ہے؟ یہ جاننے کے لیے تلاش وتحقیق کا یہ کام ایک الگ موضوع کا متقاضی ہے۔ ۹۳ ان تمام کتابوں میں کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جو سن ستّر عیسوی سے پہلے لکھی گئی ہو ۹۴ ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد ایسے مکاتیب کی ہے، جو حواریوں کے ساتھ منسوب ہیں۔ یہ تعداد میں ۱۱۳ تھے پہلے عیسائیوں کے نزدیک بنیادی طور پر اناجیل مرقس، متی، لوقا اور یوحنا اور پہلے تیرہ مکاتیب مروج تھے۔ بعد میں آٹھ مکاتیب کا اضافہ کیا گیا۔ اس طرح ان مکاتیب کی تعداد اب اکیس ہے چوں کہ ان کے علاوہ باقی مکاتیب کو ۳۲۵ء میں منعقد ہونے والی عیسائی پیشواؤں کی مجلس نیقیہ نے متروک قرار دے کر ان میں اعمال رسول اور یوحنا کے مکاشفات شامل کرکے اس کا نام ''عہد جدید'' رکھا دیا تھا ۹۵۔ یہ تمام کتابیں اور ان میں شامل خطوط حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس دنیا سے اٹھائے جانے کے بعد تحریر کیے گئے ہیں، ان کتابوں سے متعلق ایف ایس خیر اللہ لکھتے ہیں کہ: ''کتاب مقدس سے مُراد عہد نامہ عتیق ۹۶ اور عہد نامہ جدید ۹۷ کی وہ مسلمہ کتابیں ہیں جن کے مستند ہونے میں کلیسیا کو کبھی شک نہ ہوا... عہد عتیق کی ۳۹ کتابوں ۹۸ اور عہد جدید کی ۲۷ کتابوں ۹۹ کی فہرست دی گئی ہے جو خدا کے الہام سے لکھی گئیں اور ہمارے ایمان اور زندگی کے کے لیے بطور ضامن ہیں۔'' ۱۰۰

تاہم مسیحت کے ابتداء میں عبرانی (بائبل) یا (یونانی ہفتاوی ترجمہ) (۲۸۰ ق م) بطور الہامی کتاب عیسائیوں کو ورثے میں ملی تھی، وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ جلد ہی انھوں نے اپنی نئی انجیلی اور رسولی تحریرات (حواریوں کے خطوط) کو شریعت اور انبیاء کے ساتھ ملا دیا اور پھر اُسے بہ غرض تبلیغ انجیل کے تحفظ اور مسیحی عبادت میں استعمال کرنے لگے، ۱۰۱ تاریخ بتاتی ہے کہ ''پولُس رسول کے خطوط'' ''انجیل مقدس'' نیا عہد نامہ کی ابتدائی کتابوں میں شمار ہوتے تھے چوں کہ یہ ۴۸ء سے ۶۰ء کے دوران لکھے گئے تھے ۱۰۲ اور منتشر حالت میں تھے بعض جگہ لکھا ہے کہ دوسری صدی کے شروع میں غالباً ایک سو بیس عیسوی میں اناجیل اربعہ کو یک جا کیا گیا تھا چوں کہ پولُس رسول کے خطوط کو بھی شروع شروع میں اُن حلقوں، کلیساؤں یا افراد نے محفوظ رکھا تھا جنھیں یہ خطوط تحریر کیے گئے تھے لیکن چند شواہد کی بنیاد پر یہ کہا جاتا ہے کہ پہلی صدی کے اخیر میں اُن خطوط کو کتابی صورت میں جمع کر لیا گیا تھا اور یہ خطوط اُس دور کی کلیساؤں میں پڑھے جاتے تھے، ابتداء میں یہ دس جمع کیے گئے اور اس کے بعد تین خط جنھیں آج ''پاسبانی خطوط'' کہا جاتا ہے ۱۰۳ اس میں شامل کر لیے گئے اور اِسی دور میں نیا عہد نامہ کی باقی ماندہ کتابیں لکھی گئیں، اِس اعتبار سے ان خطوط کو زمانی تقدم حاصل ہے۔

محققین اور مورخین نے لکھا ہے کہ پرانا عہد نامہ ایک ہزار برس اور نیا عہد نامہ سو سال کے اندر اندر معرض وجود میں آیا ہے ۱۰۴ نیا عہد نامہ کی ان ابتدائی کتابوں یا ''خطوط'' کو تحریر کیے جانے کے فوراً بعد یکجا نہیں کیا گیا تھا بلکہ عیسائیت کے آغاز میں جن حلقوں،

علاقوں، (کلیسیاؤں) کے لیے یہ کتابیں یا مکتوبات لکھے گئے تھے اُن ہی کے پاس مقامی طور پر دستیاب تھے۔ چوں کہ اُس وقت یونانی زبان کے مختلف لہجے (Donomination) تھے۔ اس ضرورت کے تحت متعدد لوگوں نے ذاتی حیثیت یا گروہوں کی صورت میں تراجم کیے ۱۰۵۔ اس سلسلے میں یوسطین دوسری صدی کے وسط میں بیان کرتا ہے کہ:

''مسیحی اپنی اتوار کی عبادتوں میں، رسولوں کے مقالات، مکتوبات یا انبیاء کی تحریرات کو پڑھا کرتے تھے پس یہ فطری بات تھی کہ جب مسیحت کی ترویج ہوئی تو یونانی نہ بولنے والے نئے نئے عیسائیوں کے فائدے کے لیے اس کا ترجمہ اُن کی زبان میں کیا جاتا۔ دوسری صدی کے اختتام تک نئے عہد نامہ کے لاطینی زبان میں ترجمے ہو چکے تھے اور تیسری صدی میں اس کا قبطی زبان میں ترجمہ ہوا۔''۱۰۶

متعدد زبانوں میں مختلف دور کے مترجم نے ان خطوط کے تراجم کیے جو آج بھی مقبول و معروف ہیں، مگر طول کلام سے بچتے ہوئے مختصراً چند اہم یونانی، لاطینی، انگریزی اور اُردو تراجم کا ذکر کیا جاتا ہے چوں کہ حواریوں کے خطوط پر تراجم کی تلاش و تحقیق بہ ذات خود ایک الگ تحقیقی موضوع کی حیثیت رکھتا ہے، چوں کہ اناجیل اربعہ کی ترتیب وطباعت سے پہلے یہ خطوط مسیحی ادب میں عقیدت سے پڑھے جاتے رہے ہیں لہٰذا ان خطوط کا مذکورہ بالا کتابوں اور تراجم میں موجود ہونا لازم ہے۔

چوتھی صدی عیسوی کے اخیر زمانے میں پرانا عہد نامہ ''بائبل'' کا آرامی، عبرانی اور یونانی زبان سے وُلگاتا (Vouglate) نامی بائبل کا جیروم (Jerome) (۳۴۷۔۴۲۰ء) نے کچھ لاطینی زبان میں ترجمہ کیا۔ اس کے بعد لاطینی سے سب سے پہلے بائبل کے کچھ حصے انگریزی میں ویکلف (Wycliffe) نے ترجمے کیے، اس کے بعد شاہ جیمس اوّل نے بشپ لانسلوٹ اینڈ ریوز (۱۵۵۵ء۔۱۶۶۲ء) کی ماتحتی میں (۴۷) سینتالیس عالموں کی ایک انجمن کے تحت ۱۶۱۱ء میں بائبل اور اس میں شامل خطوط کا وہ انگریزی ترجمہ پیش کیا جو سب میں مقبول ہوا اور آج بھی سب فرقوں کے عیسائی اسے عقیدت سے استعمال کرتے ہیں، وقتاً فوقتاً اور بہت سے لوگوں نے ترجمے کیے۔

ولیم ٹنڈل نے جب ''نیا عہد نامہ'' انگریزی میں ترجمہ کیا تو تھامس مور (Thams More) پاپائیت کے دفاع کے لیے اس کے ساتھ ادبی محاربے پر اتر آیا، ۱۰۷۔ ادبی لحاظ سے اس کا مثبت نتیجہ قدیم کُتب کا انگریزی تراجم کی صورت میں سامنے آیا چنانچہ وہ تمام سوالات جو فرد کے ذہن کو برانگیختہ کرتے تھے اور اطالوی زبان سے لاعلمی کی وجہ سے حل نہیں ہو پاتے تھے۔ اب انگریزی میں سامنے آ گئے اور لوگوں کو ان پر غور و فکر کرنا آسان ہو گیا چناں چہ عوام کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے منظوم رقعہ جاتی ادب کے ساتھ ساتھ نثر میں بھی خط نگاری اور خطوط کے تراجم کو بتدریج فروغ حاصل ہوا اور آج انجیل (اردو ترجمہ) میں مسیحی علماء کے مطابق اکیس الہامی خطوط ملتے ہیں۔ ان خطوط سے متعلق سلیم صادق لکھتے ہیں کہ: ''بائبل مقدس میں الہامی خطوط کی تعداد اکیس ہے ان میں چودہ مقدس پولُس رسول نے ایک مقدس یعقوب نے دو مقدس پطرس، تین مقدس یوحنا اور ایک مقدس یہودہ نے لکھا ہے تمام خطوط یونانی زبان میں لکھے گئے تھے۔'' ۱۰۸۔ ان خطوط کو انجیل مقدس میں تواریخی ترتیب کے مطابق جمع نہیں کیا گیا ہے بلکہ خط کی طوالت کو پیش نظر رکھتے

ہوئے پہلے جگہ دی گئی ہے جسے ''نیا عہد نامہ'' میں دیکھا جا سکتا ہے، اس ترتیب میں ''گلتیوں'' کے نام سے صرف ایک خط ایسا ہے جو ''افسیّوں کے نام خط'' سے قدرے چھوٹا ہونے کے باوجود پہلے آیا ہے۔

انجیل میں شامل پولس رسول کے تمام خطوط کے اردو تراجم طوالت کے پیشِ نظر یہاں پیش کرنا ممکن ہے تاہم سوادِ ذات کی خاطر ان خطوط سے چند اقتباس پیش کیے جاتے ہیں جس کے مطالعے سے اُس دور کے مذہبی مسائل اور سماجی برائیوں کا ادراک ہوتا ہے۔

پولس نے پہلا خط حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا سے اٹھائے جانے کے اٹھاون سال بعد کرنتھ کے مقام سے روما کی کلیسا ۹۰۱ کو لکھا تھا۔۱۰؎ ایک روایت کے مطابق روم کی بنیاد ۷۵۳ قبل مسیح میں رکھی گئی تھی۔۱۱؎ اور یہ شہر علم و ادب آرٹ اور فن تعمیر کی لاتعداد شاہ کار عمارتوں سے سجا ہوا تھا۔ اس شہر سے متعلق قرآن میں سورۃ روم نازل ہوئی، جس میں مغلوب سلطنت روم کی غالب آنے کی پیشن گوئی کی گئی تھی اور پھر دنیا نے دیکھا کہ روم آزاد بھی ہوا۱۲؎ جس دور میں یہ خطوط لکھے گئے تھے وہ شہنشاہ ہیرودیس، قیصر روم نیرو، معروف شاعر لوکن، ادیب کولمعلا اور مشہور رومی فلسفی سنسا کا دور تھا گویا یہ ایک ایسا دور تھا جب روم کی قدیم تاریخ رقم کی جا رہی تھی۔

رومیوں کے نام پولس رسول کا خط پولس لکھتا ہے کہ:

> ''پولس کی طرف سے یسوع مسیح کا بندہ ہے اور رسول ہونے کے لیے بلایا گیا اور خدا کی اُس خوش خبری کے لیے مخصوص کیا گیا...O وہ اپنے آپ کو دانا جتا کر بے وقوف بن گئے O غیر فانی خدا کے جلال کو فانی انسان اور پرندوں اور چوپایوں کو کیڑے مکوڑوں کی صورت میں بدل ڈالا O اس واسطے خدا نے اُن کے دلوں کی خواہشوں کے مطابق انھیں ناپاکی میں چھوڑ دیا کہ اُن کے بدن O آپس میں بے حرمت کیے جائیں...O اسی سبب سے خدا نے اُن کو گندی شہوتوں میں چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ اُن کی عورتوں نے اپنے طبعی کام کو خلاف طبع کام سے بدل ڈالا...O اسی طرح مرد بھی عورتوں سے طبعی کام چھوڑ کر آپس کی شہوت سے مست ہو گئے یعنی مردوں نے مردوں کے ساتھ روسیاہی کے کام کر کے اپنے آپ میں اپنی گمراہی کے لائق بدلہ پایا۔O''۱۳؎

☆

ختنہ اس دور میں یہودیوں اور عیسائیوں کے درمیان شرعی مسئلہ رہا ہے اس حوالے سے مکتوب نگار ایک جگہ اسی خط میں لکھتا ہے کہ:

> ''...پس یہودی کو کیا فوقیت ہے اور ختنہ سے کیا فائدہ؟ کیوں کہ ایک ہی خدا ہے مختونوں کو بھی ایمان سے اور نامختونوں کو بھی ایمان ہی کے وسیلہ سے راست باز ٹھہرائے گا...O پس کیا یہ مبارک بادی مختونوں ہی کے لیے ہے نامختونوں کے لیے بھی؟ کیوں کہ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ ابرہام کے لیے اُس کا ایمان راست بازی گنا گیا۔ پس کس حالت میں گنا گیا؟ مختونی میں یا نامختونی میں؟ مختونی میں نہیں بلکہ نامختونی میں O۔ اور اُس نے ختنہ کا نشان پایا کہ اُس ایمان کی راست بازی پر مہر ہو جائے جو اُسے نامختونی کی حالت میں حاصل تھا تا کہ وہ اُن سب کا باپ ٹھہرے جو باوجود نامختون ہونے کے ایمان لاتے ہیں۔''۱۴؎

گلتیوں کے نام پولس رسول کا خط:

مسیحیت اختیار کرنے کے لیے اُس دور میں بپتسمہ لینا ضروری تھا اور شریعت موسوی میں بھی یہ رسم رائج تھی اور حضرت یحییٰ علیہ السلام مجوسیوں اور یہودیوں کو بپتسمہ دیا کرتے تھے۔ بپتسمہ سے متعلق گلتیوں کے نام خط میں پولس لکھتا ہے کہ:

''...اور تم سب جتنوں نے مسیح میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا مسیح کو پہن لیا۔ نہ کوئی یہودی رہا نہ کوئی یونانی۔ نہ کوئی غلام نہ آزاد۔ نہ کوئی مرد نہ عورت کیوں کہ تم سب مسیح یسوع میں ایک ہو۔''۱۵

تھیسالینکیوں کے نام پولس رسول کا خط:

تھیسالینکیوں کے نام خط میں مکتوب نگار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا سے اٹھائے جانے کے بعد یہودیوں کے ظلم وستم سے متعلق بڑی بے باکی سے لکھتا ہے کہ:

''...اے بھائیو! خدا کی اُن کلیسیاؤں کی مانند بن گئے جو یہودیوں میں مسیح یسوع میں ہیں کیوں کہ تم نے بھی اپنی قوم والوں سے وہی تکلیفیں اٹھائیں جو انھوں نے یہودیوں سے O جنھوں نے خداوند یسوع کو اور نبیوں کو مار ڈالا اور ہم کو ستا ستا کر نکال دیا۔''۱۶

تیمیتھیس کے نام پولس رسول کا دوسرا خط:

تیمیتھیس کے نام دوسرے خط میں پولس اخلاقی اور روحانی ذمہ داریوں کی تاکید کرتا ہے۔ یہ خط اُس وقت لکھا گیا جب مکتوب نگار رومی قیصر نیرو کی قید میں موت کا انتظار کر رہا تھا وہ اُس دور کے مردوں میں پائی جانے والی برائیوں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور کا ایک تاریخی واقعہ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

''......وہ لوگ ہیں جو گھر میں دبے پاؤں گھس آتے ہیں اور اُن چھچھوری عورتوں کو قابو میں کر لیتے ہیں جو گناہوں میں دبی ہوئی اور طرح طرح کی خواہشوں کے بس میں ہیں O اور ہمیشہ تعلیم پاتی رہتی ہیں مگر حق کی پہچان تک کبھی نہیں پہنچتیں O اور جس طرح کہ ینیس اور یمریس نے موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کی تھی اُسی طرح یہ لوگ مخالفت کرتے ہیں۔'' ۱۷

کرنتھ میں صنعتی ترقی کے ساتھ ساتھ خوشحالی اور فارغ البالی نے کرنتھیوں کو شہوت اور جنس پرستی ۱۸ ایسے قبیح فعل کی طرف مائل کر دیا تھا یہی اسباب تھے جو کہ کرنتھ کے لوگوں سے مکتوب نگار کی مراسلت کا سبب بنے۔ شہوت وجنس پرستی ایسے موضوع پر پولس کا یہ خط ایک فکر انگیز تحریر ہے۔ اس خط سے متعلق مقصود نذیر لکھتے ہیں کہ ''قرنت کے پس منظر میں دولت، عیش وعشرت، نشہ بازی اور ہر قسم کی غیر اخلاقی باتوں کا ثبوت ہمیں خط سے ملتا ہے۔'' ۱۹

پولس کے علاوہ یعقوب، پطرس، یوحنا اور یہوداہ کے خطوط بھی انجیل مقدس کا حصہ ہیں اور مذکورہ موضوعات کے علاوہ جن موضوعات پر مکتوب نگاروں نے بات کی ہے اُن میں خدا کی تمجید، بدی، حسد، بدخواہی، بغض، مکاری، شکر گزاری، ایذا رسانی، خوں ریزی، شہوت، جنس پرستی، ایمان، حرام کاری، شراب نوشی، چوری، واقعہ مصلوب، زنا، مرد عورت، قید وبند کی صعوبت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر

ایمان لانا، ماں باپ، نوکر چاکر کے حقوق، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی، ازدواجی زندگی، بیوی، شوہر، بیوہ، قربانی، جادوگری، عداوتیں، تفرقے، بدعتیں، ناچ رنگ، ہابیل، قابیل، طوفان نوح، موسیٰ علیہ السلام کے احکامات، نیک اعمال، ایمان واعمال، حلم وحکمت، اطاعت خدا، بدگوئی کی ممانعت، صبر تحمل، ریاکاری، فطری خوشی، نوجوانوں کی تعلیم وتربیت وغیرہ شامل ہیں۔

حواریوں کے یہ خطوط تاریخی اہمیت کے حامل ہیں چوں کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہم شکل کو مصلوب کیے جانے کے بعد پیدا ہونے والی مذہبی تحریک کا نتیجہ ہیں جس میں یہودی، عیسائی، مذہبی تصادم، مختلف کلیساؤں میں پائی جانے والی برائیوں، ذونواس، ہیرودیس اور نیرو کے ظلم وجبر کی بازگشت سنائی دیتی ہے، یہ خطوط اُس دور کی معاشرتی وسماجی برائیوں کو ختم کرنے سے متعلق مختلف ممالک مثلاً روم، کرنتھ، گلتیہ، افسّس، فلپی تھسلونیکے اور عبر کی کلیساؤں کے نام ''اصلاح نامے'' ہیں جس میں جابہ جا گناہوں سے اجتناب کرنے کی تاکید کی گئی ہے، علاوہ ازیں کچھ خطوط پولس رسول کے ذاتی نوعیت کے ہیں۔ مثلاً تیمیتھیس، ططس اور فلیمون کے نام جنھیں ''پاسبانی خطوط'' بھی کہا جاتا ہے یہ خطوط پولس کے دوست اور شاگردوں کے لیے ہدایات نامے ہیں، پطرس رسول، یوحنا رسول اور یہوداہ کے خطوط ''خطوطِ عامہ'' کہلاتے ہیں جس کے مخاطبین عام لوگ ہیں۔ ان خطوط کی اہمیت سے متعلق مولانا سیّد سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ: ''عیسائیوں میں مقدس حواریوں کے خطوط کی خاص اہمیت اور وہ مجموعۂ انجیل کے ضروری جز خیال کیے جاتے ہیں اور قبول کے ہاتھوں سے لیے اور ادب کی آنکھوں سے پڑھے جاتے ہیں۔'' [۲۰] ڈاکٹر محمد احسن فاروقی ''انجیل'' یا ان خطوط کی زباں وبیان اور تراجم کی خصوصیات اور انگریزی ادب پر اس کے اثرات سے متعلق لکھتے ہیں کہ:

> ''انجیل کی عبرانی زبان کی کچھ اہم خصوصیات تھیں جنھوں نے اس ترجمے کو اعلیٰ بنانے میں مدد کی۔ اس میں ایک آفاقیت تھی جس کی بناء پر معمولی سے معمولی آدمی اور بڑے سے بڑا عالم اس سے اپنی طرح پر سمجھ کر لطف اندوز ہوسکتا تھا، دوسرے اس میں ایک رنگ تھا جس کی بناء پر ہر چیز کی، جو اس میں بیان ہوئی ہے، تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے، تیسرے اس میں ایک سادگی ہے جس کی بناء پر ترجمے کرنے والوں کو محض الفاظ ڈھونڈ کر رکھ دینے کے سوا کچھ نہ کرنا پڑا... اس نثر کا انگریزی ادب پر بہت گہرا اثر پڑا۔'' [۲۱]

لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ ایسوبیس (۲۶۳ء۔۳۳۹ء)، سینٹ جیروم (۳۴۷ء۔۴۲۰ء)، ایس ٹی آگسٹن (۳۵۴ء۔۴۲۰ء)، سرہنری سڈنی (م ۱۵۸۶ء)، ڈاکٹر سیموئیل جانس (۱۷۰۹ء۔۱۷۸۴ء)، لارڈ چیسٹر فیلڈ (۱۶۹۴ء۔۱۷۷۳ء)، ولیم کوپر (۱۷۳۱ء۔۱۸۰۰ء)، چارلس لیمپ، کیٹس (۱۷۹۵ء ۔ ۱۸۲۱ء)، شیلی ، بائرن (م ۱۸۲۷ء)، براؤننگ اور جارج برنارڈ شاہ (م ۱۹۵۰ء)، لارڈ اسٹرے فورڈ (م ۱۸۸۰ء)، جیمس ہوول (۱۵۹۴ء۔۱۶۶۶ء)، ایڈیسن (۱۶۷۲ء۔۱۷۱۹ء)، سوئفٹ (۱۶۶۷۔۱۷۴۵ء)، لیڈی میری وارٹلے مانٹیگ (۲۲ مئی ۱۶۸۹ء۔۲۱ اگست ۱۷۶۲ء)، وال پول (۱۷۱۷ء۔۱۷۹۷ء) اور گرے (۱۷۱۶ء ۱۷۷۱ء)، ایسے مکتوب نگار انگریزی مکتوباتی ادب میں خط نگاری کی اس قدیم اور مستحکم روایت کے پیش رونظر آتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کے تقریباً پونے چھ سو سال کے بعد پیغمبر اسلام کی بعثت اور ظہور اسلام کے نتیجے

میں فن خط نگاری نے بے مثال ترقی کی، خلفائے راشدین کے دور حکومت میں مراسلت اور مکاتیب کے لیے باقاعدہ اداروں کا قیام عمل میں آیا، کاتبوں کے سرکاری سطح پر مشاہرے مقرر ہوئے، خط نویسی نے ایک معزز پیشہ کی قدر و منزلت حاصل کر لی، اسلامی سلطنت میں کاتب کا ایک بڑا عہدہ مقرر ہوا جسے اُس دور میں خاص مقام و مرتبہ حاصل تھا۔ اس سلسلے میں علامہ سیّد سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ: ''جہاں تک میرا علم ہے خطوط کی نگاہ داشت اور یادداشت کو جو کثرت اور وسعت مسلمانوں کے دور میں ہوئی وہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی''۔۱۲۲ ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی اس ضمن میں لکھتے ہیں کہ: ''آفتاب اسلام کے طلوع ہونے کے بعد اس فن نے ایسی ترقی کی کہ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے۔''۱۲۳

اسلام کے ابتدائی دور میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے قرآن کی کتابت اور دعوتِ اسلام کے لیے بہ ذریعہ خط تحریری تبلیغ کی ضرورت کو محسوس کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بہ حیثیت کاتب اس کام کے لیے مقرر فرمایا۔ جو لوگ کتابت قرآن پر معمور تھے ان کا بڑا مرتبہ تھا اور وہ کاتب الوحی کہلاتے تھے اور جب ان خطوط اور فرامین کے ارسال کرنے کا وقت آیا تو ایک دن شروع محرم ۷ ہجری کی صبح کے اعمال سے فارغ ہو کر ارشاد فرمایا کہ:

> ''وقت آ پہنچا ہے کہ تم کو تبلیغ اسلام کے لیے مختلف ممالک بھیجوں دیکھو تمہارا وجود اور تمہاری ہستی امر بالمعروف کے لیے وقف ہونی چاہیے۔ اللہ کی جنت اس شخص پر حرام ہے جو دنیا والوں کے معاملات میں شریک رہتا ہے اور ان کو ان امورِ خیر کی نصیحت نہیں کرتا۔ جاؤ اللہ کے بھروسہ پر دنیا کے بادشاہوں کو اسلام کا یہ پیغام سنا دو'' ۱۲۴

یہ پہلا موقع تھا جب پیغمبر اسلام نے دین اسلام کی تبلیغ و ترویج کے لیے نہ صرف سفارت کاری کا آغاز خط نگاری سے کیا بلکہ سفارت کاروں کا بھی تعیّن کر دیا اور آپ ﷺ نے ابتدائی ایام ماہ محرم سن ۷ ہجری سے وصال فرمانے تک معروف محقق ڈاکٹر حمید اللہ (پیرس) کے مطابق تقریباً دوسو سے ڈھائی سو خطوط مختلف ممالک کے سلاطین، ہمسایہ حکمرانوں، سرداروں، شیوخ، علاقائی افسروں اور مختلف مذاہب کے پیشواؤں کے نام تحریر کیے پیغمبر اسلام کے خطوط اور فرامین تحریر کرنے کا مقصد دین اسلام کی تبلیغ، اسلام سے وفائے عہد کی ترغیب دینا، شرک و بدعت سے اجتناب اور مشرکین سے مسلمانوں کی لاتعلقی اختیار کرانا تھا۔ ان میں سے یہاں صرف چند نامہ مبارک تبرکاً پیش خدمت ہیں،

نامہ مبارک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بنام اصحمہ نجاشی حبشہ

> ''یہ خط ہے اللہ کے رسول محمد ﷺ کی جانب سے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے نام۔ تجھ پر سلامتی ہو میں تجھ کو اس اللہ کی حمد سناتا ہوں جو معبودیت میں یکتا ہے، کل جہاں کا مالک ہے، برگزیدہ ہے، سلام ہے، جاء پناہ ہے، نگہبان ہے اور اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں جس کو اس نے مریم بتول طیبہ کے پاک دامن میں القاء کیا کہ وہ اللہ کے نبی عیسیٰ کی والدہ بنیں پس اللہ نے ہی ان کو اپنی روح سے پیدا کیا اور اس کو (سیدہ) مریم میں پھونک دیا جیسا کہ اس نے (سیدنا) آدم علیہ السلام کو اپنے ید قدرت سے بنایا۔ اب میں تجھ کو اللہ وحدہ لاشریک لہ اور اس کی اطاعت، مودت و محبت کی دعوت دیتا ہوں اور یہ کہ تو میری پیروی

کرے اور جو اللہ کا پیغام میں لے کر آیا ہوں اس پر ایمان لائے۔ میں تجھ کو اور تیرے لشکر کو اللہ عز و جل کی طرف بلاتا ہوں پس میں نے تبلیغ اور نصیحت کر دی تجھ کو چاہئے کہ اس کو قبول کر لے اور سلام اس پر جو ہدایت کا پیرو ہو۔'' ۱۲۵

اصحمہ نامہ مبارک کو سنتا جاتا ہے اور متاثر ہوتا جاتا ہے۔ جونہی مضمون ختم ہوا، فرط شوق میں نامہ مبارک کو بوسہ دے کر سر پر رکھ لیا اور سیدنا جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دربار میں بلا کر اسلام کے متعلق گفتگو کے بعد ان کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کی اور نامہ مبارک کے جواب میں حسب ذیل معروضہ لکھا۔

مکتوب اصحمہ نجاشی حبشہ بہ نام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

''اصحمہ نجاشی کی جانب سے محمد رسول اللہ ﷺ کے نام، سلامتی ہو آپ پر اور اللہ کی رحمت اے اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے نبی وہ اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی ہے جس نے پھر اسلام کا راستہ دکھایا اور میری رہنمائی کی۔ امابعد! اے اللہ کے نبی آپ کے مکتوب گرامی کی زیارت کا مجھ کو شرف حاصل ہوا۔ آپ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا میں رب السماء والارض کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اس سے زیادہ کچھ نہیں ہیں، ہم نے ان تمام باتوں کو اچھی طرح سمجھ لیا جو آپ نے ہم تک پہنچائیں، آپ کے چچا کے بیٹے اور ان کے رفقاء ہمارے مقرب ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں میں آپ کے سلسلہ بیعت میں داخل ہو گیا اور آپ کے چچیرے بھائی کے ہاتھ پر اللہ رب العالمین کے لیے بیعت کر لی اور مسلمان ہو گیا اور یا نبی اللہ میں آپ کی خدمت میں اپنے بیٹے کو بھیجتا ہوں اگر آپ کا حکم ہو گا تو میں خود بھی حاضر ہو جاؤں گا۔ السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔'' ۱۲۶

نامہ مبارک بہ نام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بنام ہرقل قیصر روم

''شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ یہ خط محمد ﷺ کی جانب سے ہے جو کہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے، ہرقل شاہ روم کے نام۔ سلامتی اس پر جو ہدایت کا پیرو ہے۔ بعد حمد صلوٰۃ، میں تجھ کو اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ اسلام قبول کر لے تمام آفات سے محفوظ رہے گا اور اللہ تعالیٰ تجھ کو دوہرا اجر عطا فرمائے گا اور اگر تو نے انکار کیا تو تمام رعایا کا وبال تیری ہی گردن پر رہے گا۔ اے اہل کتاب آؤ اس کلمہ کی طرف جو تمہارے اور ہمارے درمیان برابر ہے یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ ہی کسی کو اس کا شریک ٹھہرائیں اور نہ ہم ایک دوسرے کو اللہ کے سوا اپنا رب بنائیں اور اگر تم کو اس سے انکار ہے تو تم گواہ رہنا کہ ہم مسلمان ہیں۔'' ۱۲۷

شہنشاہ ایران کے نام یہ نامۂ مبارک ۶۲۹ء مطابق ۷ ہجری کو لکھا گیا تھا اور اسے عبداللہ بن خزافہؓ لے کر گئے تھے، خط کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے کہ:

نامہ مبارک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بہ نام خسرو پرویز کسریٰ فارس

خدائے رحمٰن و رحیم کے نام سے، محمد ﷺ پیغمبر کی طرف سے کسریٰ (رئیس فارس) کے نام، سلام ہے، اُس شخص پر

جو ہدایت کا پیرو ہو اور خدا اور پیغمبر پر ایمان لائے اور یہ کہ وہ گواہی دے کہ خدا صرف ایک خدا ہے اور یہ کہ خدا نے مجھ کو تمام دنیا کا پیغمبر مقرر کر کے بھیجا ہے تاکہ وہ ہر زندہ شخص کو خدا کا خوف دلائے، تو اسلام قبول کر، تو سلامت رہے گا ورنہ مجوسیوں کا وبال تیری گردن پر ہوگا۔'' ۱۲۸

نامہ مبارک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بنام عزیز مصر شاہ مقوقس

صاحب ناسخ التواریخ ''جو شیعی شاہی مورخ ہے'' لکھتا ہے... خدیو مصر طلسم پاشا کے بیٹے ''عباس شاہ'' نے قدیمی مصری دفینوں کا پتہ لگایا اور اس میں ہاتھی دانت کی تختیوں کے درمیان ایک کاغذ محفوظ دیکھا تو وہ نامۂ مبارک تھا جو شاہ مقوقس کے نام پیغمبر اسلام نے بھیجا تھا، اس خط کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے کہ:

''شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ یہ خط ہے محمد ﷺ کی جانب سے جو اللہ کے بندہ اور اُس کے رسول ہیں، قبطیوں کے بادشاہ کے نام۔ اس پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے، اللہ بزرگ پر بھروسہ کر اور اگر تو ہدایت قبول نہ کرے تو عدل و انصاف کو کم از کم اپنا شعار بنا۔ اہل کتاب اس کلمہ کی طرف بڑھو جو تمام حالات میں ہمارے اور تمھارے درمیان برابر ہے وہ یہ کہ ہم اور تم اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہ کریں اور نہ حد سے متجاوز ہوں۔'' ۱۲۹

عزیز مصر مقوقس نے یہ نامۂ مبارک عاج کی دو تختیوں میں محفوظ کرا کے خزانہ میں بہ حفاظت تمام رکھوا دیا تھا یہی وہ خط تھا جو طلسم پاشا خدیو مصر کے ہاتھ آیا تھا جسے اُس نے سلطان ترکی کے پاس بھیج دیا تھا۔

مولانا سید سلیمان ندوی نے ''سیرت النبی ﷺ'' میں تاریخ طبری (جلد۳ صفحہ ۱۵۵۹) اور تاریخ ابن ہشام (باب خروج رسول اللہ ﷺ الی الملک) سے حوالے دیتے ہوئے اِس قسم کے چھ نامۂ مبارک کا ذکر کیا ہے جب کہ حفظ الرحمٰن سیوہاروی نے اپنی کتاب ''سید المرسلین یعنی بلاغ مبین'' میں بتیس خطوط اور پیغامات کا ذکر کیا ہے۔ ان خطوط کی خصوصیت اور اہمیت یہ ہے کہ اِن خطوط میں آپ ﷺ کا طرز تحریر سادہ پُر اثر و دل نشیں اور فصاحت و بلاغت سے پُر ہے آپ کا تمام کلام ایسا ہے جس میں حروف کی تعداد کم اور معانی کی مقدار زیادہ نظر آتی ہے جو صفت آورد سے بالاتر اور تکلف سے منزہ ہے۔ اس میں تفصیل کی جگہ تفصیل اور اجمال کی جگہ اجمال ہے۔ آپ ﷺ کی تحریر بازاری عامیانہ الفاظ سے پاک صاف، سرمایۂ حکمت سے لبریز غلطیوں اور خامیوں سے محفوظ ہے جسے غیبی تائید و توفیق حاصل رہی، غرض یہ کہ لوگوں نے آپ ﷺ کے کلام سے زیادہ مفید، سچا، مناسب و موزوں، خوش اسلوب و خوش معانی، پُر اثر، آسان و زود فہم اور اپنے مقصد اور مطالب کو کھول کر بہ فصاحت بیان کرنے والا ایسا کوئی کلام نہیں پایا۔ قرآن کی اس روحانی بلاغت اور الہامی فصاحت کا خط نگاری سمیت عربی زبان و ادب پر جو اثر ہوا وہ ناقابلِ بیان ہے جس کے نتیجے میں پوری دنیا میں عربی زبان کو وسعت اور عظمت حاصل ہوئی۔ مولانا سیّد سلیمان ندوی عربی زبان کی اہمیت، ہمہ گیری اور اثر پذیری سے متعلق لکھتے ہیں کہ:

''ایران کی پہلوی زبان، شام کی سریانی، مصر کی قبطی، افریقہ کی بربری اور اندلس کی اسپینی زبانیں دفعتاً پردہ عالم سے گُم تھیں، ایران حکومت عرب سپہ سالاروں کے ماتحت تھے تو معبود اور کلیساؤں کی درس گاہیں عربوں کے ادبیات و علوم کی سرپرستی میں تھیں۔ سندھ کے کناروں سے اٹلانٹک کے ساحل تک ایک زبان تھی جو ساری دنیا پر حکمرانی کر رہی

تھی اور وہ قرآن کی زبان تھی۔"۱۳۰

☆

خط نگاری سے متعلق معلومات سکھ مذہب کی کتاب "گروگرنتھ صاحب" میں بھی ملتی ہیں۔اس مذہب کے بانی بابا گورونانک جی کو مانا جاتا ہے، سکھ برادری انھیں اپنا پہلا گورو مانتی ہے۔وہ ۱۵۲۶ بکرمی سمبت بہ مطابق ۱۴۶۹ء میں رائے بھوئے کی تلونڈی میں جسے آج کل ننکانہ صاحب کہا جاتا ہے میں پیدا ہوئے۔۱۳۱ بعض کے نزدیک وہ ننھیال میں پیدا ہوئے۔اسی نسبت سے آپ کا نام نانک تجویز ہوا۔جس کا مطلب ہے نانکے (ننھیال) میں پیدا ہونے والا۔آپ کا انتقال ۹۷-۱۵۹۶ء بکرمی بہ مطابق ۴۰-۱۵۳۹ء عیسوی میں دریائے راوی کے کنارے کرتار پور (پاکستان) میں ہوا، "گروگرنتھ صاحب" سکھ مذہب کی گورمکھی زبان میں منظوم کلام پر مشتمل ایک ضخیم کتاب ہے جسے اکیس راگوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔اسے گورو ارجن جی نے ۱۶۶۱ بکرمی ۱۳۲ بہ مطابق ۱۶۰۴ء میں مرتب کیا تھا ۱۳۳ اور اس کتاب کا موضوع "توحید باری تعالیٰ" ہے لیکن بعض بھگتوں اور بھاٹوں کے کلام سے مشرکانہ عقائد و خیالات بھی عیاں ہوئے ہیں۔

"گروگرنتھ صاحب" کی زبان کو ابوالامان امرت سری اور عباداللہ گیانی نے اپنی کتابوں ۱۳۴ میں سنت بھاشا اور برج بھاشا بتایا ہے اور لکھا ہے کہ اس میں زیادہ تر ہندی اور پنجابی الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے یا ہندی الفاظ کو پنجابی صورت دی گئی ہے اور اس میں ایسے شبد اور شلوک موجود ہیں جن میں عربی اور فارسی زبان کے الفاظ بھی کثرت سے استعمال ہوئے ہیں۔سکھ عالموں نے ایسے کلام کو ریختہ زبان تسلیم کیا ہے لہٰذا یہ قیاس یقین کی حد تک درست معلوم ہوتا ہے کہ سنسکرت، سنت بھاشا یا برج بھاشا ایسی قدیم زبانوں میں خط نگاری کی داغ بیل پڑ چکی تھی لہٰذا اسی بنیاد پر جب ہم گروگرنتھ صاحب کا مطالعہ خط نگاری کے نکتہ نظر سے کرتے ہیں تو اس کے کلام میں خط نویسی سے متعلق واضح اشارے ملتے ہیں اور کلام میں متعدد جگہوں پر ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو اُس دور یا اُس سے قبل خط نگاری کی روایت کا احساس دلاتے ہیں، طول کلام سے بچنے کے لیے اس موقع پر اُن تمام الفاظ اور کلام کو یہاں درج نہیں کیا جا رہا ہے۔تاہم چند الفاظ کو اس صراحت کے ساتھ یہاں پیش کیا جا رہا کہ کون سا لفظ "گروگرنتھ صاحب" کے کس صفحے پر مکتوب نویسی سے متعلق استعمال ہوا ہے۔

نمبر شمار	لفظ اُردو	لفظ بہ مطابق گروگرنتھ املا	صفحہ نمبر، گروگرنتھ صاحب اُردو
۱۔	پرچہ	پرچا۔ پرچو	۲۰۵،۲۴۲
۲۔	پروانہ	پروانا	۹۳۲
۳۔	پیغام	پیکام	۱۴۱۱
۴۔	خط	کھت	۸۵۳

۵۔	خطا	کھتا۔ کھتے	۱۴۹، ۲۶، ۳۵۱ و دیگر
۶۔	دفتر	دپھتر، دپھتر	۱۴۹، ۲۶۰، ۱۳۷۵ و دیگر
۷۔	عرض	ارج، اُرج	۳۵۵۔۷۲۱
۸۔	عرض داشت	ارداس	۴۹
۹۔	فرمان	پھرمان، پھرمانی، پھرنان وَ	۵۔۱۳۵
۱۰۔	فرمودن	پھرمائے، پھرماوے، پھرماؤ، پھرمائیو، پھرمائے	۳۲۱۔۳۶۳
۱۱۔	نوع	نامہ	۱۳۷۴ ۱۳۵

’’گروگرنتھ صاحب‘‘ میں مذکورہ بالا الفاظ کے استعمال سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ۱۶۰۴ء سے قبل ہی ہندی، فارسی اور عربی آمیز نثر میں خط نگاری کی قدیم روایت قائم ہوچکی تھی جسے ’’اردو خط نگاری‘‘ پر زمانی تقدم حاصل ہے۔

حواشی وتعلیقات

۱۔ سید نجیب اشرف ندوی، ’’مقدمہ رقعات عالمگیر‘‘، دارالمصنفین مطبع معارف، اعظم گڑھ، س ن، ص ۱۔
سید قاسم محمود، مدیر: ’’سائنس انسائیکلوپیڈیا‘‘، سائنس بک فاؤنڈیشن، کراچی، جولائی ۱۹۸۸ء، ص ۲۳۹۔ اور
عظمت حیات ’’مکتوب نگاری: تفہیم، تاریخ اور دائرہ کار‘‘، مضمون مشمولہ ’’تحقیق‘‘ شمارہ ۱۲۔۱۳، شعبۂ اُردو، سندھ یونیورسٹی، جام شورو، ۱۹۹۸۔۹۹ء، ص ۲۔

۲۔ ڈاکٹر سیّد عبداللہ، ’’اُردو خط نگاری‘‘، مضمون مشمولہ ’’نقوش‘‘ [مکاتیب نمبر]، ادارۂ فروغ اُردو، لاہور، نومبر ۱۹۵۶ء، ص ۵۱۔

۳۔ ایس نسیم بانو، ’’اُردو مکتوب نگاری ایک جائزہ‘‘، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، غیر مطبوعہ، شعبۂ اُردو، کرناٹک یونیورسٹی دھارڑواڑ، انڈیا، ص ۳۷۔

۴۔ ایضاً

۵۔ صحائف: لغوی معنی میں وہ چیز جس پر کچھ لکھا جاسکے، اِسی مناسبت سے ورق کی ایک جانب یعنی صفحہ کو بھی صحیفہ کہا جاتا ہے۔ جدید عربی میں صحیفہ جریدے یا اخبار کے معنوں میں بھی مستعمل ہے، اِس کے علاوہ قرآن کریم، حدیث نبوی ﷺ اور عربی ادب میں یہ لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے مثلاً نامۂ اعمال، مکتوب، حکم نامہ اور کتب سماویہ قرآن مجید میں یہ لفظ آٹھ مرتبہ جمع (صحف) وارد ہوا ہے لیکن مفرد (صحیفہ) کی شکل میں نہیں آیا۔ قرآن کی سورۃ الاعلیٰ میں ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰؑ کے صحف کا ذکر آیا ہے۔ (شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا)

۶۔ قرآن مجید مسلمانوں کی مقدس کتاب جو رسول مقبول ﷺ پر تئیس سال کے عرصے میں مختلف حصوں کی صورت میں نازل ہوئی۔ اسے ذکر الا کتاب اور فرقان بھی کہا گیا، قرآن کے اجزاء کو سورت اور سورت کے اجزاء کو آیت کہتے ہیں۔ قرآن حکیم حسب موقع ۲۳ سال تک جبرائیل امین کے ذریعے رسول اکرم ﷺ پر نازل ہوتا رہا۔ سب سے پہلے آنحضرت ﷺ کی زندگی کے چالیسویں سال میں سب سے پہلے سورہ اقراء کی آیتیں غار حرا (مکہ سن انبوی) میں نازل ہوئیں اور آخری آیت (الیوم اکلمت لکم دینکم)۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل کر اس کو ایک جلد میں یکجا کیا ان کی وفات کے بعد یہ نسخہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے پاس آیا اور پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ نسخہ لے کر اپنے دورِ خلافت میں اس کی سات نقلیں کرا کے مختلف ممالک بھیج دیں۔ قرآن کی ۷ منزلیں ہیں اور یہ حضور اکرم ﷺ نے قائم کی تھیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے تیس (۳۰) جز بنوا دیئے جنھیں عربی میں جز اور فارسی میں پارہ کہتے ہیں۔ قرآن میں کل ۱۱۴ سورتیں ہیں۔ مکہ میں (۸۶) سورتیں اور مدینہ میں (۲۸) سورتیں نازل ہوئیں۔ سن ۴۳ ہجری میں حجاج بن یوسف ثقفی نے قرآن پر اعراب لگائے اور ۶۸ ہجری میں نقطے لگائے گئے۔ خلیل احمد بصری نے تشدید، ہمزہ اور مدّ لگائے، قرآن اسلامی عقیدہ اور قانون کا بنیادی ماخذ ہے۔ اس کے مضامین تقریباً تمام شعبہ زندگی کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ قرآن کو کلام اللہ تسلیم کرنا اسلام کے بنیادی عقائد میں شامل ہے۔ مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق قرآن ہر قسم کی تحریف سے محفوظ ہے کیوں کہ اس کی حفاظت کا وعدہ خود خدا نے کیا ہے۔

۷۔ ہندومت سے متعلق بھی ''وید''، ''اُپنشد'' اور ''پران'' (وہی لفظ جسے اُردو میں پرانا کہتے ہیں) ایسی دینی کتابیں پائی جاتی ہیں ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ یہ خدا کی طرف سے الہام شدہ کتابیں ہیں۔ بھاگوات پران کو شری مد بھاگوت ماہا پران بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ہندومت کے اٹھارہ عام پران پر مشتمل ہے جو کہ ابتداء میں سنسکرت زبان میں لکھے گئے تھے اور آج ہندوستان کی ہر زبان میں دستیاب ہیں، اس کتاب کے بارہ اسکندھ اور تین سو تیس ادھیائے (ابواب) ہیں جو تقریباً سولہ سو اٹھارہ اشلوک پر مشتمل ہیں، اسے تقریباً آٹھ سے دس صدی عیسوی میں لکھا گیا اور اس سے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پہلی بار اس کا مسودہ چھ صدی قبل مسیح میں لکھا گیا تھا۔ ''پران'' میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت سے متعلق اشارہ ملتا ہے۔ اس کو کاشی باسی لکھمن لال کھتری پنجابی نے ۱۸۶۷ء میں دیوناگری زبان میں ترجمہ کیا اور منشی سوامی دیال کایستھ سریواستو رئیس لکھنو نے اردو زبان میں لکھ کر (شدہ کیا) صاف کیا اور ایم ڈی مصرا سپرنٹنڈنٹ کے زیرِ اہتمام تیج کمار وارث مطبع منشی نول کشور واقع لکھنو سے ۱۹۶۳ء میں شایع کیا۔

۸۔ ارتھ شاستر: ایک صدی قبل لکھی گئی انڈین تاریخ پر مشتمل ایسی کتاب جس میں ریاست کی مختلف پالیسیوں سے متعلق معلومات ملتی ہیں، مثلاً تجارت، معیشت، فوجی منصوبہ بندی، حکومتی طرز وغیرہ ہم جو پہلی بار سنسکرت زبان میں لکھی گئی، جسے ہندوستان کے مختلف قلم کاروں نے لکھا تھا مگر کوٹلیہ خود کو اس کا مصنف لکھتا ہے۔ مزید معلومات کے لیے دیکھیے۔ whttps://en.m.wikipedia.org.wkiki>Artha

۹۔ عظمت حیات، ''تحقیق''، شمارہ مشترکہ ۱۲۔۱۳، ص ۲۔

۱۰۔ مولانا شبیر احمد عثمانی، ''تفسیر عثمانی''، جلد دوم، دار الاشاعت، کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۶۹۔

۱۱۔ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، ''قصص القرآن''، مکتبۂ رحمانیہ، لاہور، ص ۲۷۔

۱۲۔ ایس ایم بانو ''اُردو مکتوب نگاری ایک جائزہ''، ص ۴۴۔

۱۳۔ ایضاً

۱۴۔ ایضاً

۱۵۔ سید مظفر حسین برنی، ''مقدمہ کلیاتِ مکاتیبِ اقبال'' جلد اوّل، اردو اکادمی، دہلی، ۱۹۹۹ء، ص ۲۶۔

۱۶۔ منشی سوامی دیال کایستھ سریواستو، مترجم: ''شری مد بھاگوت پران''، مطبع منشی نول کشور پریس، لکھنو و کرم سال ۱۹۳۱ء بہ مطابق ۱۹۶۳ء۔ شمارہ پندرھواں، اسکندھ ۱۰، ادھیائے چھیالیسواں، ص ۵۵۷۔

۱۷۔ ایضاً ص ۱۰۷۔

۱۸۔ سیّد سلیمان ندوی مؤلف ''تاریخ ارض القرآن''، جلد اول نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۰۰ء، ص ۲۴۲۔

۱۹۔ نبیم ، نبی کی جمع بہ قاعدہ عبری ''ی'' اور ''م'' کے ساتھ ہے ۔نببین کہنا چاہیے ،نبیم انبیاء اسرائیل کے کلام ومواعظ مراثی کا مجموعہ ہے جن میں بہت سی تاریخی باتیں بھی ضمناً مذکور ہیں۔خصوصاً سفر یوشع وسفر القضاۃ وسفر سموال وسفر الایام وسفر الملوک (اسفارخمسہ) کہ ان میں صرف تاریخی واقعات ہیں اکثر توریت کا اطلاق توریت اور نبیم دونوں پر ہوتا ہے اوران میں سے بعض کو تنبیم کہتے ہیں، یہود کے ہاں یہ تمام کتابیں مستند ہیں ،نصاریٰ صرف تنبیم اور نبیم کو تسلیم کرتے ہیں اوران ہی کے مجموعے کو عہد عتیق کہتے ہیں۔

۲۰۔ ترجوم یا ترگوم یعنی ترجمہ و بیان ۔ ترگوم آرامی زبان میں توریت و نبیم کی تفسیر و توضیح کا نام ہے جو ربیوں (ائمہ یہود) نے انبیاء کی زبانی یادداشت و روایات کی بناء پر کی ۔ اس کی تصنیف کا زمانہ چھ سو قبل مسیح سے سو عیسوی تک ہے۔ (تاریخ ارض القرآن جلد اول صفحہ ۱۶) ۔

۲۱۔ سیّد سلیمان ندوی مؤلف، ''تاریخ ارض القرآن''، جلد اول نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۰۰ء، ص ۲۴۸۔

۲۲۔ ایضاً

۲۳۔ ایضاً

۲۴۔ ڈاکٹر شاداب تبسّم، ''اُردو مکتوب نگاری: سرسیّد اور اُن کے رفقاء کے خصوصی حوالے سے'' مکتبۂ جامعہ لمیٹڈ جامعہ نگر، نئی دہلی، دسمبر ۲۰۱۲ء، ص ۳۸، ۳۹۔

۲۵۔ ''متی کی انجیل''، مشمولہ ''انجیل مقدس'' نیا عہد نامہ، پاکستان بائبل سوسائٹی، لاہور، ص ۳۲۔

۲۶۔ ''القرآن الکریم'' ترجمہ، مولانا فتح محمد جالندھری، گاباسنز کراچی، س ن، ص ۴۹۱۔

۲۷۔ سیّد سلیمان ندوی مؤلف: ''تاریخ ارض القرآن'' جلد اول، ص ۲۵۳۔

۲۸۔ شیخ الاسلام محمود الحسن، ''تفسیر عثمانی'' دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۲۴۴۔

۲۹۔ ڈاکٹر نسریم ممتاز بصیر، ''اُردو خط نگاری ایک مطالعہ''، مطبع شوبی آفیسٹ پریس، کوچۂ جیلان دریا گنج، دہلی ۱۹۹۵ء، ص ۳۲۔

۳۰۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے ''تاجِ سلیمانی'' از حافظ محمد اسحاق دہلوی، ص ۸۹۔۹۲۔

۳۱۔ ایس ایم بانو، ''اُردو مکتوب نگاری ایک جائزہ (۱۸۰۰ء سے 1950)'' ص ۴۶، ۴۷۔

۳۲۔ ذونواس حمیری بادشاہ تھا اس نے حجران کے ہزاروں عیسائیوں کو آگ کے گڑھے میں دھکیل کر مار ڈالا تھا۔

۳۳۔ سید نجیب اشرف ندوی، ''مقدمہ رقعاتِ عالمگیر''، دارالمصنفین مطبع معارف اعظم گڑھ، س ن، ص ۲۔

۳۴۔ خواجہ احمد فاروقی، ''مکتوب اُردو کا ادبی و تاریخی ارتقاء''، پہلی اشاعت، قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان دہلی، ۲۰۱۳ء، ص ۱۰۔

۳۵۔ مولانا سیّد سلمان ندوی، ''تاریخ ارض القرآن''، جلد اول، ص ۳۹۔۴۰۔

۳۶۔ مولانا سیّد سلیمان ندوی، ''تاریخ ارض القرآن''، جلد دوئم، ص ۱۱۵۔

۳۷۔ مولانا سید سلیمان ندوی، ''تاریخ ارض القرآن، جلد اول، ص ۱۴۶۔

۳۸۔ ڈاکٹر انور سدید، ''اردو ادب کی تحریکیں'' اشاعت ہشتم، انجمن ترقی اُردو پاکستان، کراچی، ۲۰۱۳ء، ص ۵۴۔

۳۹۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، ''ارسطو سے ایلیٹ تک''، طبع ششم نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۱۹۹۷ء، ص ۲۷۔

۴۰۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، ''ارسطو سے ایلیٹ تک''، طبع ششم نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۱۹۹۷ء، ص ۱۲۹۔

۴۱۔ افلاطون (Plato) (۴۲۷ ق م ۔ ۳۴۷ ق م) قدیم یونان کا عظیم فلسفی اصل نام ارسطوقلیس، ایتھنز کے ایک رئیس گھرانے میں پیدا ہوا، بیس سال کی عمر سے پہلے ڈرامائی حزنیہ نظمیں لکھیں، ۴۰۷ ق م میں سقراط کا شاگرد ہوا، اقلیدس کے ساتھ ریاضی فلسفہ پڑھا۔

۴۲۔ ارسطو(Aristotle) (۳۸۷ق م۔۳۲۲ق م) فلسفی، ریاضی دان، ماہر فلکیات، یونان کی ریاست مقدونیہ کے شہر ستا گیرا میں پیدا ہوا، اٹھارہ سال کی عمر میں افلاطون کی شاگردی اختیار کی اور تقریباً بیس سال تک اس کی اکیڈمی کا رکن رہا، کچھ وقت سکندر اعظم کا اتالیق رہا، چالیسر میں وفات پائی، ارسطو پہلا مفکر تھا جس نے طبیعات، فلسفہ، شاعری، حیاتیات، نفسیات، اخلاقیات اور دیگر علوم پر مستند کتابیں لکھیں۔ اس کے گذر جانے کے بعد فلسفہ یونان پر جمود طاری ہو گیا، (فیروسنز اُردو انسائیکلو پیڈیا ص ۷۰)۔

۴۳۔ اپیکیورس(Apecurus) فروری (۳۴۱ق م۔۲۷۰ق م) ایتھنز یونان کا رہنے والا تھا، معروف یونانی فلاسفر تھا۔ مزید معلومات کے لیے
htttps://en.m.wikipedia.org>Epiu

۴۴۔ مورخ پلوٹارک(Plutarch) (۴۶ء۔۱۲۰ء) یونانی سوانح نگار، ریاست بویشیا کے ایک قصبے میں پیدا ہوا، ایتھنز میں فلسفے کی تعلیم پائی، اپنی عظیم کتاب(Plutarch,S Lives) تالیف کی، یہ کتاب بیک وقت یونانی اور اطالوی زبان میں شائع ہوئی۔ (فیروسنز اُردو انسائیکلو پیڈیا)۔

۴۵۔ ڈاکٹر خورشید الاسلام، ''خطوط نگاری''مضمون، مشمولہ ''مباحث، روایت اور اہمیت''، مرتب: سیّد جاوید اقبال، قصر الادب، حیدرآباد، ص ۲۱۔

۴۶۔ ایضاً

۴۷۔ یرمیاہ ''کتاب مقدس''''یرمیاہ''، پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور، ۲۰۱۰ء، ص ۹۱۶۔

۴۸۔ ''یرمیاہ''، کتاب کو مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ (۱) یرمیاہ کی بلاہٹ (۲) یہوداہ کی مملکت اور بادشاہوں کے لیے خدا کے وہ یوآس، یہویقیم، یہویاکین اور صدقیاہ کے ادوار حکومت کے دوران دیئے گئے (۳) یرمیاہ کے سیکریٹری (کاتب) باروک کی یادداشتوں سے مواد جس میں یرمیاہ کی زندگی کے اہم واقعات اور متفرق نبوتیں شامل ہیں (۴) تاریخی ضمیمہ جس میں سقوط یروشلم اور اسیر ہو کر بابل جانے کے حالات ہیں۔

۴۹۔ ''یرمیا'' کتاب مقدس، ص ۹۵۶۔

۵۰۔ ''یرمیا'' کتاب مقدس، ص ۹۵۷۔

۵۱۔ ڈاکٹر شاداب تبسّم، اُردو مکتوب نگاری: سرسیّد اور اُن کے رفقاء کے خصوصی حوالے سے''، ص ۳۵۔

۵۲۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے، بنی اسرائیل پر حضرت اسحاق علیہ السلام کے بعد پیغمبر کیے گئے، آپ تین ہزار چار سو تراسی ۳۴۸۳ ہبوط میں پیدا ہوئے، ۔آپ کثیر الاالعیال تھے آپ کے بارہ فرزند پیدا ہوئے اور آپ کی دو بیویاں اُمیہ اور راحیل تھیں۔ اس دور میں دو بہنوں کا ایک ساتھ نکاح میں رہنا جائز تھا۔ قرآن میں ان کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام اور دوسرے بیٹے بن یامین کا ذکر آیا ہے (مزید معلوم کے لیے دیکھیئے شاہکار اسلامی انسائیکلو پیڈیا صفحہ ۴۳۸)۔

۵۳۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام عبرانی میں اسرائیل ہے، یہ اسرا (عبد) اور ایل (اللہ) دو لفظوں سے مرکب ہے اور عربی میں اس کا ترجمہ (عبداللہ) کیا جاتا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ اسحاق خاندان جو اُن کی نسل سے ہے اسی لیے ''بنی اسرائیل'' کہلاتا ہے۔ آج بھی یہود و نصاریٰ کے قدیم خاندان اسی نسبت کے ساتھ منسوب ہیں، قرآن میں سورۃ آل عمران کی آیت میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام بھی اسرائیل آیا ہے۔ ترجمہ ''ہر قسم کا کھانا، بنی اسرائیل کے لیے حلال تھا سوائے اُن چیزوں کے جنھیں اسرائیل نے توریت میں نازل ہونے سے پہلے اپنے اُوپر حرام کر رکھا تھا (جز۳ سورۃ آل عمران آیت ۹۲)۔

۵۴۔ ایس ایم بانو، ''اُردو مکتوب نگاری ایک جائزہ''، ص ۴۵۔

۵۵۔ حافظ محمد اسحاق دہلوی، ''داستانِ یوسف علیہ السلام''، دار الاشاعت، کراچی، اپریل ۱۹۸۰ء، ص ۳۱۰۔

۵۶۔ ایس نسیم بانو، ''اُردو مکتوب نگاری ایک جائزہ ۱۸۰۰ء۔۱۹۵۰ء''، ص۴۴۔

۵۷۔ (۱) آتش نمرود گلزار ہوگئی، سورۃ الانبیاء آیت ۶۸۔۸۰ اور سورۃ الصافات آیت ۹۸۔۹۹

(۲) سورۃ یوسف (۳) حضرت اسماعیل ذبیح اللہ، سورۃ الاصافات آیت ۱۰۰۔۱۱۳۔

۵۸۔ حافظ محمد اسحاق دہلوی، ''داستانِ یوسف''، ص۳۱۴۔

۵۹۔ ایضاً

۶۰۔ حافظ محمد اسحاق دہلوی، ''داستانِ یوسف''، ص۳۱۵۔

۶۱۔ ایف ایس خیر اللہ، مؤلف، قاموس الکتاب، لغاتِ بائبل''، بار اوّل مسیحی اشاعت خانہ لاہور، ۱۹۸۴ء، ص۱۲۳۔

۶۲۔ ایف ایس خیر اللہ، مؤلف، قاموس الکتاب، لغات بائبل''، بار اوّل مسیحی اشاعت خانہ لاہور، ۱۹۸۴ء، ص۱۲۱۔

۶۳۔ ایضاً

اور پیپرس (Payprus): ایک سرکنڈہ نما پودا (بُردی، ناگرموتھا) جس سے زمانہ قدیم میں ایک قسم کا کاغذ تیار کیا جاتا تھا پھر ان پر لکھے گئے۔ خطوط، حکم نامے، فرامین اور دستاویز پیپرس کہلانے لگے۔

۶۴۔ طُومار (Scroll) کا مطلب مرغولہ، گول کر کے لکھی ہوئی کوئی تحریر، کاغذ کا پلندہ، لپٹا کاغذ، مرغول، بل دینا، پلندہ، خط، کتاب وغیرہ ہے۔

۶۵۔ wax Myrtle Trees. https://www.fast.growing.trees.com>wa

۶۶۔ wax insect.http://www.britannica.com>Science>c

۶۷۔ Deaf sea scrolls-wikipedia/https://en.wikipedia.org>wiki>Dead

اور دیکھئے یرمیاہ: باب ۳۶، آیات ۲، ۴، ۱۴، ۲۳، ۳۲، حزتی ایل باب ۲، آیت ۹، اور پولس رسول کا دوسرا خط باب ۴، آیت ۱۳۔

۶۸۔ ایف، ایس خیر اللہ مؤلف ''قاموس الکتاب، لغات بائبل''، بار اوّل مسیحی اشاعت خانہ، لاہور، ص۶۱۶۔

۶۹۔ مزید معلوم وتفصیلات کے لیے دیکھئے ''کتب خانے'' مشمولہ ''قاموس الکتاب''، ص۷۰۷۔

۷۰۔ تخکس: یہ نام طوکلس بھی یونانی میں بولا جاتا ہے یہ آسیہ شہر کا ایک باشندہ تھا اور دپولس رسول کے ہمراہ یروشلیم جانے والوں میں شامل تھا۔

۷۱۔ تروآس: یہ نام ایک علاقے اور شہر دونوں کے لیے استعمال ہوتا تھا، یہ ایشیاء کوچک کے شمال، مغربی علاقے میں رومی آسیہ کا حصّہ تھا اس شہر کا پورا نام سکندریہ تروآس ہے جو قدیم شہر (TROY) ٹرائے سے تقریباً دس میل کے فاصلے پر ہے۔ قیصر اوگوستس کے زمانے میں یہ اچھی آبادی تھی، یہ مکدونیہ اور آسیہ کے درمیان ایک بندرگاہ بھی تھی جہاں اکثر بحری جہاز ٹھہرتے تھے۔

۷۲۔ کرپس تر آس کا باشندہ تھا پولس مکتوب نگار غالباً اسی کا مہمان تھا۔

۷۳۔ رق کے طومار کا مطلب ہے ہرن کی کھال کی جھلّی پر لکھے ہوئے مخطوطے اور دیکھیے پُولس رسول کا دوسرا خط بہ نام تیمتھیس، مشمولہ ''انجیل مقدس'' ص۵۳۸۔

۷۴۔ کتاب ''یرمیاہ'' باب ۳۶، ص۹۶۸، ۹۶۹۔

۷۵۔ مزید معلومات وتفصیلات کے لیے دیکھئے کتاب عزرا، ۶:۱۱ اور مکابین ۲:۱۳۔

۷۶۔ ایف ایس خیر اللہ، ''قاموس الکتاب''، ص۱۰۸۱ء۔

۷۷۔ ایف ایس خیر اللہ، ''قاموس الکتاب''، ''کتب خانے''، ص۷۰۷۔

۷۸ Codex Acquire of mansuscripts pages held together by stiching the earliest from of book, replacing the scrolls and wax tablets of earlier time

۷۹ ایف ایس خیر اللہ، ''قاموس الکتاب''، ص ۱۲۶۔

www.bibal.researcher.com>codexB

codex vaticanus.https://wikipedia.org>wiki>code

۸۰ ایف ایس خیر اللہ، ''قاموس الکتاب''،''ص ۱۲۶۔

www.codex.sinaticus.org>wiki>code، اور دیکھئے''انجیل برناباس''(اردو) مترجم مولانا محمد حلیم انصاری، ادارہ اسلامیہ کراچی۔

۸۱ ایف ایس خیر اللہ، ''قاموس الکتاب''،''ص ۱۲۷۔

۸۲ ایف ایس خیر اللہ، ''قاموس الکتاب''،''ص ۱۲۶۔

wikipedia>wiki>codex.Alexanderinus

https:/en.m.wikipedia.org>wiki>codex

۸۳ ایف ایس خیر اللہ، ''قاموس الکتاب''، ص ۱۲۳۔

۸۴ ایف ایس خیر اللہ، ''قاموس الکتاب''، ص ۱۲۶۔

www.codex.Ephraemi.org>wiki>code

۸۵ www.codex.Ephraemi.org>wiki>code

۸۶ ایف ایس خیر اللہ، ''قاموس الکتاب''، ص ۱۲۶۔

www.codex.Bazae.org>wiki>code

۸۷ حواریوں سے متعلق قرآنی حوالے، سورۃ آل عمران آیت ۵۲۔۵۳، سورۃ المائدہ آیت ۱۱۱۔۱۱۵، سورۃ الصف ۱۷۔۱۸۔

۸۸ متی کی انجیل، مشمولہ''انجیل مقدس''نیا عہد نامہ، پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور، ۲۰۱۶ء، ص ۵۳۔

۸۹ ایضاً ص ۲۳۔ اور''مرقس کی انجیل''، مشمولہ''انجیل مقدس''، ص ۹۰۔

۹۰ بابو یوسف بچن،''مقدس پطرس رسول''بار اول، مکتبہ عنا دیم، گجراں والا، فروری ۲۰۱۱ء، ص ۲۵۔۲۹

۹۱ بابو یوسف بچن،''مقدس پطرس رسول''بار اول، مکتبہ عنا دیم، گجراں والا، فروری ۲۰۱۱ء، ص ۲۶۔

۹۲ سورۃ آل عمران آیت ۵۵، سورۃ النساء آیت ۱۵۷۔۱۵۸ اور سید قاسم محمود مدیر:''اسلامی انسائیکلو پیڈیا، ص ۱۱۰۸ تا ۱۱۰۔

اللہ رب العزت نے قرآن میں واضح طور پر سورۃ النساء آیت ۱۵۷ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اِس دنیا سے اٹھائے جانے سے متعلق فرمایا ہے کہ، ترجمہ:''اور یہ کہنے کے سبب کہ ہم نے مریم علیہ السلام کے بیٹے عیسیٰؑ مسیح کو جو خدا کے پیغمبر (کہلاتے) تھے کوقتل کر دیا ہے (خدا نے ان کو ملعون کر دیا) اور انھوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا اور نہ انھیں سولی پر چڑھایا بلکہ ان کو ان کی سی صورت معلوم ہوئی اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ اُن کے حال سے شک میں پڑے ہوئے ہیں اور پیروی ظن کے سوا اُن کو اس کا مطلق علم نہیں اور انھوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا۔ آیت ۱۵۷ بلکہ خدا نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ اور خدا غالب اور حکمت والا ہے۔ آیت ۱۵۸۔

۹۳ اس قسم کی کتابوں کی تعداد مورخین نے چونتیس لکھی ہے۔

اس میں 'یہودیہ' واحد کتاب ہے جو سریانی زبان میں لکھی گئی تھی باقی دیگر تمام کتابیں یونانی میں درج ذیل ناموں سے موسوم ہیں (۱) طفولیت متّیٰ (۲) پطرس (۳) اول یوحنا (۴) دوم یوحنا (۵) اندریاہ (۶) فلپ (۷) بارتھالوسی (۸) اول توما (۹) دوم توما (۱۰) یعقوب (۱۱) نیقودیس (۱۲) متھی آسن (۱۳) مرقس (مصری) (۱۴) مرقس (عام) (۱۵) برناباس (۱۶) لوقا (۱۷) متّی (۱۸) تھی ڈیئیس (۱۹) پال (۲۰) بسی لیڈس (۲۱) سرتھیس (۲۲) یہودیہ جوڈ (۲۳) مارشین (۲۴) ابیاتی (۲۵) ناصرین (۲۶) ٹائیان (۲۷) ولن لیس (۲۸) سئ تھئیس (۲۹) اپلس (۳۰) انکارٹیٹس (۳۱) ولادت مریم علیہ السلام (۳۲) جوڈرس اور (۳۳) کاملیٹ کی انجیل۔

۹۴ سید قاسم محمود، ''اسلامی انسائیکلوپیڈیا''، ص ۲۳۱۔

۹۵ ایضاً

۹۶ عہد نامہ عتیق انتالیس کتابوں پر مشتمل ہے ان میں پہلی پانچ کتابوں کے مجموعے کو تورات کہا جاتا ہے۔ یہ کتابیں ابتداء میں ایک ہی وحدت کی حیثیت رکھتی تھیں لیکن ۲۸۴۔۲۸۵ قبل مسیح میں بہتر علماء یہود نے اس کتاب کا عبرانی زبان سے یونانی میں ترجمہ کیا اور مضامین کے اعتبار سے کتاب کو پانچ حصوں میں تقسیم کردیا، آیات و ابواب کی تقسیم ۱۲۴۲ء میں کارڈینیل ہوگونے کی (مزید معلومات کے لیے اسلامی انسائیکلوپیڈیا ص ۱۱۰۶ ملاحظہ کیجیے۔

۹۷ عہد نامہ قدیم: حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بیشتر تمام انبیاء اور رسولوں کی کتابیں اور صحیفے بالخصوص موسیٰ علیہ السلام سے زکریا علیہ السلام تک عہد قدیم سے موسوم ہوتے ہیں۔ عہد نامہ قدیم کا اطلاق جزوی طور پر عہد نامہ عتیق پر ہوتا ہے۔ عہد نامہ قدیم کی کتابیں اصلاً عبرانی میں لکھی ہوئی ہیں جب کہ عہد نامہ جدید کی کتابیں یونانی میں ہیں، ان کے تراجم لاطینی زبان میں ہوئے ان کتابوں کو (APOCYDHA) بھی کہا جاتا ہے۔

۹۸ انجیل مقدس پرانا عہد نامہ: اس آسمانی کتاب میں ''قانون'' کے ذیل میں (۱) پیدائش (۲) خروج (۳) احبار (۴) گنتی (۵) استثنا اور ''تاریخی کتابیں'' (۶) یشوع (۷) قضاۃ (۸) روت (۹) سیموئیل (۱)، (۱۰) سیموئیل (۲) (۱۱) سلاطین (۱) (۱۲) سلاطین (۲) (۱۳) تواریخ (۱) (۱۴) تواریخ (۲) (۱۵) عزرا (۱۶) نحمیاہ (۱۷) آستر (۱۸) ایوب (۱۹) زبور (۲۰) امثال (۲۱) واعظ (۲۲) غزل الغزلات: انبیاء'' (۲۳) ایسعیاہ (۲۴) یرمیاہ (۲۵) منوحہ (۲۶) حزقی ایل (۲۷) دائی ایل (۲۸) یوسیع (۲۹) یوایل (۳۰) عاموس (۳۱) عبدیاہ (۳۲) یوناہ (۳۳) میکاہ (۳۴) ناحوم (۳۵) حنوق (۳۶) صغنیاہ (۳۷) حجی (۳۸) زکریاہ (۳۹) ملاکی شامل ہیں۔

۹۹ نیا عہد نامہ: (۱) متی کی انجیل (۲) مرقس کی انجیل (۳) لوقا کی انجیل (۴) یوحنا کی انجیل (۵) رسولوں کے اعمال + (اکیس خطوط رسولوں کے) = (۲۶) + یوحنا عارف کا مکاشفہ = ۲۷۔

۱۰۰ ایف ایس خیر اللہ، ''قاموس الکتاب،'' ص ۱۲۱۔

۱۰۱ ایف ایس خیر اللہ، ''قاموس الکتاب،'' ص ۱۲۳۔

۱۰۲ ایضاً

۱۰۳ ''تفسیر پاسبانی خطوط تیمتھیس'' اور ططس کے نام۔ پادری۔ ایم۔ ڈبلو۔ اینگر، مترجم، سیموئیل ڈی چند، مسیح اشاعت خانہ، لاہور۔

۱۰۴ ایف ایس خیر اللہ، ''قاموس الکتاب''، ص ۱۲۳۔

۱۰۵ سید قاسم محمود ''اسلامی انسائیکلوپیڈیا''، ص ۲۳۱۔

۱۰۶ ایف ایس خیر اللہ، ''قاموس الکتاب''، ص ۱۲۳۔

۱۰۷ ڈاکٹر انور سدید، ''اُردو ادب کی تحریکیں''، ص ۷۱۔

۱۰۸۔ سلیم صادق ''ثابت قدمی''، مضمون مشمولہ ''رسولوں کے خطوط''، مقصود نذیر، مکتبہ عنا دیم پاکستان، گجراں والا، دسمبر ۲۰۰۹ص ۱۳۔

۱۰۹۔ کلیسیا، یونانی اکلیسیا(Ekllesia) سے مشتق ہے جس کا مطلب مجلس ہے، ہفتاوی ترجمہ میں یہ عہد عتیق کی جماعت کے لیے بطور مترادف لفظ آیا ہے (قاموس الکتاب ص ۸۰۴)۔

۱۱۰۔ فادر مقصود نذیر، ''رسولوں کے خطوط، بار اول، مکتبہ عنا دیم پاکستان، گوجرانوالہ، دسمبر ۲۰۰۹ء، ص ۲۲۔۲۱۔

۱۱۱۔ فیروزسنز، ''اردو انسائیکلوپیڈیا''، تیسرا ایڈیشن، مطبوعہ فیروسنز کراچی، جنوری ۱۹۸۴ء، ص ۵۲۹۔

۱۱۲۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے کتاب مولانا ظفر علی خان، ''غلبہ رُوم''، یکتا کتابیں، لاہور، ۲۰۱۴ء۔

۱۱۳۔ رومیو کے نام پولس کا خط، مشمولہ ''انجیل مقدس'' پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور، ۲۰۱۶ء، ص ۳۷۶۔۳۷۸۔

۱۱۴۔ ایضاً ص ۳۸۱۔۳۸۴۔

۱۱۵۔ گلتیوں کے نام پولس رسول کا خط، مشمولہ ''انجیل مقدس''، ص ۴۷۶۔

۱۱۶۔ تھسالنیکیوں کے نام پولس رسول کا خط، مشمولہ ''انجیل مقدس''، ص ۵۱۳۔

۱۱۷۔ تیمیتھیس کے نام پولس رسول کا خط، مشمولہ، ''انجیل مقدس''، ص ۵۳۷۔

۱۱۸۔ مقصود نذیر، ''رسولوں کے خطوط''، ص ۲۴۔

۱۱۹۔ مقصود نذیر، ''رسولوں کے خطوط''، ص ۲۵۔

۱۲۰۔ ڈاکٹر شاداب تبسم ''اُردو مکتوب نگاری، سرسیّد احمد اور اُن کے رفقاء کے خصوصی حوالے سے'' مکتبہ جامعہ دہلی لمیٹڈ دہلی، دسمبر ۲۰۱۲ص ۳۶۔

۱۲۱۔ ڈاکٹر محمد احسن فاروقی، ''تاریخ ادب انگریزی''، اشاعت دوم، شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ، کراچی یونیورسٹی، ۲۰۱۰ء، ص ۱۵۴۔۱۵۵۔

۱۲۲۔ خواجہ احمد فاروقی، ''مکتوبات اُردو کا ادبی وتاریخی ارتقاء''، ص ۱۱۔

۱۲۳۔ ایضاً

۱۲۴۔ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، ''مکتوبات سید المرسلین''، طبع اول، میثاق بک کارنر، لاہور، ۲۰۱۴ص ۴۶۔

۱۲۵۔ ایضاً

۱۲۶۔ ایضاً ص ۲۷۔

۱۲۷۔ ایضاً ص ۱۰۵۔

۱۲۸۔ ایضاً ص ۱۱۴۔

۱۲۹۔ ایضاً ص ۱۳۴۔

۱۳۰۔ علامہ سید سلمان ندوی، ''نقوش سلیمانی''، دوسرا ایڈیشن، اردو اکیڈمی، لاہور، ۱۹۶۷ص ۳۔

۱۳۱۔ پنڈت پنالال جیوتش، ''مفید عالم جنتری''، کارخانہ مفید عالم جنتری، ۲۰۱۸، جالندھر، انڈیا ص ۱۰۶۔

۱۳۲۔ ملاحظہ کیجیے، ''سکھ مت''، فیروسنز اُردو انسائیکلوپیڈیا ص ۵۹۲۔

۱۳۳۔ عباداللہ گیانی، ''گروگرنتھ اور اُردو''، طبع اول، مرکزی اُردو بورڈ، لاہور، اگست ۱۹۶۶ء ص ۱۰۔۱۱۔۱۲

۱۳۴۔ کتاب (ا) گروگرنتھ صاحب اور اسلام (تاریخ۔تعلیم اور اسلامی عناصر)، از ابوالامان امرتسری اور عباداللہ گیانی کی کتاب ''گرونگرنتھ اور اُردو''

۱۳۵۔ عباداللہ گیانی، ''گروگرنتھ صاحب اور اُردو''، ص ۲۰۵ تا ۱۳۷۴۔

فہرست اسنادِ محولہ

۱۔ اقبال، جاوید، سیّد: مرتب: دسمبر ۲۰۱۵ء، ''خط نگاری، مباحث، روایت اور اہمیت''، ناشر قصر الادب، حیدر آباد۔

۲۔ ''القرآن الکریم'': س ن، ترجمہ فتح محمد جالندھری، گاباسنز، کراچی۔

۳۔ امامہ، ابو: ۲۰۱۴ء، ''حضرت ابو بکرؓ کے فیصلے''، ناشر بُک کارنر، جہلم۔

۴۔ امرت سری، ابوالامان: اگست ۱۹۶۰ء، ''گورو گرنتھ صاحب اور اسلام'' تاریخ تعلیم اور اسلامی عناصر''، ادارۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور۔

۶۔ ''انجیل مقدس''، نیا عہد نامہ: ۲۰۱۶، پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور، پاکستان۔

۷۔ انصاری، محمد حلیم، مولانا: س ن، ''انجیل برنا باس اردو''، ناشر ادارۂ اسلامیات ادارۂ العارف، کراچی۔

۸۔ اینگر، مرل: ۱۹۹۵ء، ''تفسیر پطرس کے خطوط''، بار اول، مسیحی اشاعت خانہ، لاہور۔

۹۔ اینگر۔ ڈبلیو۔ این۔ پادری: ۲۰۱۶، ''تفسیر پاسبانی خطوط تیمی تھیس اور ططس کے نام''، بار سوم، مسیحی اشاعت خانہ، لاہور۔

۱۰۔ بانو، نسیم، ایس: س ن، ''اردو مکتوب نگاری ایک جائزہ''، غیر مطبوعہ، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، شعبۂ اردو کرناٹک یونیورسٹی دھارواڑ، انڈیا۔

۱۲۔ بچن، یوسف، بابو: فروری ۲۰۱۱ء، ''مقدس پطرس رسول''، بار اوّل، مکتبۂ عناویم، گجراں والا۔

۱۳۔ برنی، مظفر حسین، سیّد، مرتب: ۱۹۹۹ء، ''مقدمہ کلیات اقبال''، جلد اول، اردو اکادمی، دہلی۔

۱۱۔ تبسّم، شاداب، ڈاکٹر: دسمبر ۲۰۱۲ء، ''اردو مکتوب نگاری: سر سیّد اور اُن کے خصوصی حوالے سے''، مکتبۂ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی۔

۱۴۔ ''توریت، پرانا عہد نامہ کی پانچ کتب کا مجموعہ''۔ ۲۰۱۵ء، پبلشر پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور، پاکستان۔

۱۵۔ جالبی، جمیل، ڈاکٹر: ۱۹۹۷ء، ''ارسطو سے ایلیٹ تک''، طبع ششم نیشنل بک فاؤنڈیشن، کراچی۔

۱۶۔ جیوتش، پنا، لال،: ۲۰۱۸، ''مفید عالم جنتری''، کارخانہ مفید عالم جنتری، جالندھر، انڈیا۔

۱۷۔ ''حزقی ایل''، مشمولہ، ''کتاب مقدس پرانا عہد نامہ اور نیا عہد نامہ'' (عہد عتیق اور جدید): ۲۰۱۰، پاکستان بائبل سوسائٹی، لاہور۔

۱۸۔ خیر اللہ، ایف ایس، مؤلف: ۱۹۸۴ء، ''قاموس الکتاب لغاتِ بائبل''، بار اوّل، مسیحی اشاعت خانہ، لاہور۔

۱۹۔ ''زبور، پرانا عہد نامہ'': ۲۰۱۴ء، پبلشر پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور، پاکستان۔

۲۰۔ سدید، انور، ڈاکٹر: ۲۰۱۳ء، ''اردو ادب کی تحریکیں''، اشاعت ہشتم، انجمن ترقی اُردو پاکستان، کراچی۔

۲۱۔ سیوہاری، محمد حفظ الرحمٰن، مولانا: ۲۰۰۴ء، مکتوباتِ سید المرسلین، یعنی بلاغ مبین''، طبع اوّل، ناشر بُک کارنر، لاہور۔

۲۲۔ سیوہاروی، محمد، حفظ الرحمٰن، مولانا: س ن، ''قصص القرآن''، مکتبۂ رحمانیہ، لاہور۔

۲۳۔ ''شری مد بھاگوت پران، اردو ترجمہ ۱۹۳۱، وکرم سال ۱۹۶۳، مترجم، منشی سوامی دیال کایستھ سریواستو، منشی نول کشور پریس لکھنو، انڈیا۔

۲۴۔ ظفر علی خاں، مولانا، مؤلف: ۲۰۱۴ء، ''سورۂ روم کی ابتدائی آیات کی تاریخی تفسیر''، مطبوعہ یکتا کتابیں، لاہور۔

۲۵۔ عثمانی، شبیر احمد، مولانا: ۲۰۰۰، ''تفسیر عثمانی''، دارالاشاعت، کراچی۔

۲۶۔ ''عذرا''، مشمولہ ''کتاب مقدس''، (عہد عتیق اور جدید): ۲۰۱۰ء، پاکستان بائبل سوسائٹی، لاہور۔

۲۷۔ غلام نبی، مولوی: ۲۰۰۹، ''خلاصۃ الانبیاء ترجمہ اردو قصص الانبیاء''، اشاعت اول، اس پرنٹر، لاہور۔

۲۸۔ فاروق، احمد، خورشید مؤلف: دسمبر ۱۹۶۰ء، ''حضرت ابو بکر صدیقؓ کے سرکاری خطوط''، طبع اوّل، ندوۃ المصنفین اردو بازار جامع مسجد، دہلی۔

۲۹۔ فاروق، خورشید، مؤلف: دسمبر ۱۹۵۹ء، ''حضرت عمرؓ کے سرکاری خطوط''، طبع اوّل، ناشر ندوۃ المصنفین، دہلی۔

۳۰۔ فاروقی، احسن، محمد، ڈاکٹر: ۱۹۸۶ء ''تاریخ ادب انگریزی''، اشاعت اوّل، شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ جامعہ کراچی، کراچی۔

۳۱۔ فاروقی، احمد، خواجہ، ڈاکٹر: ۲۰۱۳ء ''مکتوبات اردو کا ادبی و تاریخی ارتقاء''، قومی کونسل برائے فروغ اردو، نئی دہلی۔

۳۲۔ فرید آبادی، ہاشمی، سید، مولوی مترجم: ۱۹۹۴ء ''مشاہیر یونان و رومہ (پلوٹارک)''، حصہ پنجم۔

۳۳۔ ''کتاب مقدس'': ۲۰۱۶ء، پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور، پاکستان۔

۳۴۔ ''کتاب مقدس''، یعنی پرانا اور نیا عہد نامہ، (عہد عتیق اور عہد جدید): ۲۰۱۰، پاکستان بائبل سوسائٹی، لاہور۔

۳۵۔ کھتری، ڈونلڈ: ۲۰۱۰ ''عبرانیوں''، بار سوم، مسیحی اشاعت خانہ، لاہور۔

۳۶۔ گیانی، عباد اللہ: اگست ۱۹۶۶ء ''گرو گرنتھ اور اردو''، طبع اوّل، مرکزی اردو بورڈ، لاہور۔

۳۷۔ ''متی کی انجیل نیا عہد نامہ'': ۲۰۱۶، پاکستان بائبل سوسائٹی، لاہور۔

۳۸۔ محمود، خالد: جون ۲۰۰۱ء ''اسلام، عیسائیت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام''، طبع ثانی، ندوۃ العلوم، کراچی۔

۳۹۔ محمود، قاسم، سید، مدیر: یکم جنوری ۱۹۹۰ء ''علم القرآن''، پارہ (۱)، شاہ کار بک فاؤنڈیشن، کراچی۔

۴۰۔ ''مرقس کی انجیل'' مشمولہ ''انجیل مقدس نیا عہد نامہ'': ۲۰۱۶، پاکستان بائبل سوسائٹی، لاہور۔

۴۱۔ نذیر، مقصود: دسمبر ۲۰۰۹ء ''رسولوں کے خطوط''، مکتبہ عنا دیم پاکستان، گجراں والا۔

۴۲۔ ندوی، اشرف نجیب سید: س ن ''مقدمہ رقعاتِ عالمگیر''، سلسلہ دار المصنفین (۳۵) مطبع اعظم گڑھ، انڈیا۔

۴۳۔ ندوی، سلیمان سید: ۱۹۶۸ء ''نقوش سلیمانی''، دوسرا ایڈیشن، اردو اکیڈمی، لاہور۔

۴۴۔ ندوی، سلمان مولانا، مؤلف: ۲۰۰۰ء ''تاریخ ارض القرآن'' جلد اوّل، جلد دوم نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد۔

۴۵۔ نسرین ممتاز بصیر، ڈاکٹر: ۱۹۹۵ء ''اردو خط نگاری ایک مطالعہ''، بار اوّل، مطبع شوبی آفیسٹ پریس کوچۂ چیلان دریا گنج، نئی دہلی۔

۴۶۔ نعمانی شبلی، مولانا: مئی ۱۹۸۵ء ''سیرت النبی ﷺ'' دار الاشاعت، کراچی۔

۴۷۔ نعیم احمد، ڈاکٹر: ۲۰۱۸ء ''ازمنہ وسطیٰ کا فلسفہ''، بار اول، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور۔

انسائیکلوپیڈیاز:

۱۔ حسن، سبط، سیّد، (جنوری ۱۹۸۴ء) ''فیروز سنز اردو انسائیکلوپیڈیا''، تیسرا ایڈیشن، مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ، کراچی۔

۲۔ محمود، قاسم، سیّد: (س ن) ''اسلامی انسائیکلوپیڈیا''، شاہ کار بک فاؤنڈیشن، کراچی۔

۳۔ محمود، قاسم، سید، مدیر: جولائی ۱۹۸۸ء ''سائنس انسائیکلوپیڈیا''، سائنس بک فاؤنڈیشن، کراچی۔

لغات:

۱۔ ابو سلیم، عصمت: س ن ''المنجد''، مکتبۂ ادار یہ، لاہور۔

۲۔ حسن، علی: س ن ''حسن اللغات (جامع)''، فارسی، اردو، اورینٹل بک سوسائٹی، لاہور۔

۳۔ خیر اللہ، ایف ایس، مؤلف: ۱۹۸۴ء ''قاموس الکتاب، لغات بائبل''، بار اوّل، مسیحی اشاعت خانہ، لاہور۔

۴۔ فیروز الدین، مولوی، الحاج: س ن ''فیروز اللغات اردو جامع''، فیروز سنز، کراچی۔

ویب گاہی:

۱۔ waxMyrtle Trees.https://www.test.growing.tress.com>wa

۲۔ waxInsect.https://www.britannicacom>Science>c

۳۔ Dead Sea Scroll/wikipedia//https:en.mwikipedia.org>wiki>Dead

۴۔ https://en.m.wikipedia.org>wiki>Bibel

۵۔ www.codex vaticanus.https://en.m.wikipedia.org>wiki>code

۶۔ www.codex.sinaiticuss.org>wiki>code

۷۔ www.codex.Ephraem,.org>wiki>code

۸۔ www.codex.Bazae.org>wiki>code

۹۔ www.bibel.researcher.com>codexB

۱۰۔ wikipedia>wiki>codex.Alexandrinus

۱۱۔ https://en.m.wikipedia.org>wiki>codex

۱۲۔ https://en.m.wikipedia.org.wiki>Artha

۱۳۔ https://en.m.wikipedia.org>Epiu

۱۴۔ https://en.wikipedia.org>wiki>Euseb

۱۵۔ https://arechive.org>detail>Feroz-ul-L

۱۶۔ Oxford dictionaries https:en.oxford dictionaries.com

۱۷۔ Urdu dictionaries & Translations http://ur.oxfordd dictionaires.com

۱۸۔ https:oxford dictiaonaries.com>arabic

رسائل وجرائد:

۱۔ اقبال، جاوید، سیّد، ڈاکٹر: (۲۰۱۲)، ''تحقیق (مکتوبات نمبر۲)''، جلد۲۰، شمارہ۱۲، ۱۳، جولائی تا دسمبر۹۹۔۱۹۹۸ء، شعبۂ اُردو، سندھ یونیورسٹی، جامشورو۔

۲۔ طفیل، محمد: (نومبر۱۹۵۶ء)، ''نقوش (مکاتیب نمبر)''، ادارۂ فروغ اردو، لاہور۔

اظہارتشکر:

۱۔ جناب پریم چندراٹھور، عرف پریم جی، راما پیر مندر، سرے گھاٹ حیدرآباد۔

۲۔ جناب پریم سنگھ، جناب حکیم منور سنگھ، ننکانہ صاحب، لاہور۔

۳۔ پروفیسر خالد چنہ، سندھ کالج آف کامرس اینڈ پوسٹ گریجویٹ سینٹر، حیدرآباد۔

۴۔ جناب پادری سلیم اقبال، سینٹ فلپس پروٹیسٹنٹ چرچ، تلک چاڑی حیدرآباد۔

۵۔ پروفیسر فیض اکبر خان، صدر شعبۂ اُردو پوسٹ گریجویٹ اسلامیہ کالج گجراں والا۔

۶۔ پروفیسر ڈاکٹر مجیب اللہ منصوری، گورنمنٹ ڈگری کالج، حیدرآباد۔

۷۔ جناب مہاراج کرشن لال ویراگی، ٹنڈوغلام علی، سندھ۔